تذکرۂ شعرائے منیر شریف

سید شاہ مُراد اللہ منیری

تذکرہ شعرائے منیر شریف

سید شاہ مراد اللہ منیری

(۱) اس کتاب کی اشاعت میں بہار اردو اکادمی کا مالی تعاون شامل ہے

(۲) کتاب میں شائع مواد سے بہار اردو اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے کسی بھی قابلِ اعتراض مواد کی اشاعت کے لئے خود مرتب / مصنف ذمہ دار ہے۔

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سنہ اشاعت : ۱۹۸۸ء

صفحات : ۱۱۲

کتابت : قمر رشیدی

مطبع : پاٹلی پترا لیتھو پریس، دریاپور، پٹنہ ۴

قیمت : بیس روپے

ناشر : مصنف

ملنے کے پتے

(۱) خانقاہ منیر شریف، پٹنہ۔ ۸۰۱۱۰۸

(۲) جناب ایس۔ ایم شاہ جہاں صاحب، محلہ خانقاہ بہار شریف، نالندہ

(۳) آستانہ حق، نیو کریم گنج، گیا۔ ۸۲۳۰۰۱

(۴) بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴

(۵) کتاب منزل، سبزی باغ، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴

(۶) پرویز بک ڈپو، سبزی باغ، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

انتساب

نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ

حضرت مخدوم امام محمدؒ تاج فقیہہ ہاشمی قدس سرہٗ

کے

اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں

سید شاہ مُراد اللہ فردوسی منیری

فہرست

عرضِ حال

ہندوستان کی تاریخی و مذہبی مقامات میں صوبہ بہار کا قدیم قصبہ منیر شریف خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جو پٹنہ سے ۲۸ کیلومیٹر پچھم دریائے گنگا اور سون کے سنگم پر صدیوں سے آباد ہے۔ منیر شریف تین ضلعوں کے مقامِ اتصال پر واقع ہے ان ضلعوں کے نام پٹنہ، سارن اور بھوجپور ہیں۔ بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے یہ خوبصورت اور آب و ہوا کے اعتبار سے صحت بخش اور پُر فضا مقام ہے۔

چھٹی صدی ہجری میں حضرت امام محمد تاج فقیہ جو ایک جلیل القدر صوفی بزرگ تھے، سنہ ۵۷۶ھ میں بیت المقدس سے اس دیار میں تشریف لائے، اور منیر میں شمعِ اسلام روشن فرمائی۔ جس کی ضیا نے صوبہ بہار کو منور کیا۔ آپ کے پوتے حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیریؒ (۵۷۰ھ/۱۱۷۴ء، ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء) ہیں، اس سرزمین کو آپ کے مدفن اور ان کے صاحبزادے حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ (۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء – ۷۸۲ھ/۱۳۸۱ء) کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری (۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء – ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء) کا مقبرہ بھی یہیں ہے، جو مشرقی ہندوستان میں بے نظیر ہے اور یہ مغل فنِ تعمیر کا ایک اعلیٰ شاہکار بھی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بہار میں اسلام کی شمع اسلامی فتوحات سے قبل روشن ہو چکی تھی۔ لیکن یہاں مسلم حکومت کا باضابطہ آغاز اختیار الدین بن محمد بختیار خلجی (متوفی ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء) کی فتوحات سے شروع ہوا۔ بختیار خلجی نے مشرقی ہندوستان کے ان دور دراز علاقوں تک مسلم حکومت کو وسعت دی۔ اس نے ۵۹۰ھ/۱۱۹۲ میں منیر کو فتوحات بہار کے لئے اپنا مرکز قرار دیا۔

حضرت مخدوم یحییٰ منیریؒ کے زمانے سے منیر مسلمانوں کی تہذیب ثقافت کا مرکز رہا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور ان کی اخلاف کے ذریعہ اس جگہ سے

رشد و ہدایت کی روشنی پورے ملک میں پھیلی اور مختلف روحانی سلسلہ کے بزرگان دین اپنے روحانی فیوض سے بندگانِ خدا کو فیضیاب کرتے رہے ۔ قرون وسطیٰ کے سلاطین ہند بھی اس مقدس سرزمین کی قدم بوسی کو باعث افتخار سمجھتے رہے ۔

بہار میں اردو زبان و ادب کے ارتقا میں صوفیائے منیر کا خصوصی حصہ رہا ہے ۔ حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے تخلیقی تجربے اردو زبان و ادب کے لسانیاتی ارتقا میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس تہذیبی خطہ سے وابستہ حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری ، حضرت ہدایت اللہ منیری ، شاہ اشرف علی شطاری ، شاہ لطف علی ، جوشش منیری ، صوفی منیری اور مشرقی منیری جیسی مقتدر ہستیاں مشہور روزگار ہوئیں ۔

"تذکرہ شعرائے منیر شریف" ـــــــ ان ہی بزرگوں کی منظوم یادگار ہے ۔ جنہیں برسوں کی محنت و مشقت سے جمع کیا گیا ہے ۔ اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ان بزرگوں کی علمی یادگاریں یکجا ہو جائیں ۔

میں اس کتاب کی اشاعت کے لئے بہار اردو اکادمی کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اس کے ساتھ محترم مولانا شاہ اسماعیل کاکوی عزیزم ڈاکٹر شاہد اقبال سلمہٗ اللہ تعالیٰ کا بے حد مشکور ہوں جن کی سعی پیہم سے اس کتاب کی اشاعت جلد ممکن ہو سکی ۔

میں اپنے خوش نویس قمر رشیدی صاحب اور مالکانِ مطبع کا بھی شکر گذار ہوں ؎

غرض نقشے است کز ما یاد ماند

احقر

سید شاہ مُراد اللہ منیری

منیر شریف

ستمبر ۱۹۸۸ء

۷۸۶

حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ

حضرت قطب الاقطاب قدوۃ العارفین مخدوم شاہ کمال الدین[1] احمد یحیٰی منیریؒ ابن حضرت مخدوم عماد الدین شاہ اسرائیلؒ، ابن حضرت مخدوم امام محمد تاج فقیہ ہاشمی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا ابوبکرؒ ابن مولانا ابوالفتح ابن ابوالقاسمؒ ابن ابوالصایم ابن ابودہر ابن ابواللیث ابن ابوسہمہ ابن ابودین ابن ابومسعود ابن ابوذر ابن زبیر ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف[2]۔

آپ کے جد امجد حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیار مشرق کے مقام منیر میں علم اسلام بلند کرنے کی بشارت ہوئی،

---

[1] قدیم نسب نامہ (قلمی) میں آپ کا اسم شریف اس طرح لکھا ہے۔ "مخدوم شیخ یحییٰ منیریؒ الملقب بکمال الدین (کتب خانہ خانقاہ منیر شریف) نیز "تذکرہ صادقہ" مولفہ مولوی عبدالرحیم صادق پوری صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ مطبع یونانی دواخانہ الہ آباد میں بھی احمد یحییٰ منیری الملقب بہ کمال الدین لکھا ہے۔

[2] یہ نسب نامہ حضرت مخدوم شاہ ہدیۃ اللہ پیر سرمست متوفی ۹۴۴ھ، ۱۵۳۶ء ابن حضرت مخدوم شاہ تاج محمد اشطاریؒ متوفی سنہ ۹۰۱ھ مطابق ۱۴۹۵ء کے نوشتہ کے مطابق ہے۔

حضرت امام ممدوح اپنے اعزہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راہ میں مردانِ حق آگاہ ساتھ ہوتے گئے۔ یہ قافلہ چھٹی صدی ہجری میں یہاں پہونچا اور علمِ اسلام بلند کیا۔[۱] حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم عماد الدین شاہ اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں خاندان کے افراد کو تبلیغ دینِ متین کے لئے چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔[۲]

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۵۷۰ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں ہوئی۔[۳]

ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد علیہ الرحمۃ اور حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔[۴] والد ماجد سے تعلیم باطنی اور فیوض خاندانی حاصل ہوئے مزید حصولِ علم کے لئے آپ بغداد تشریف لے گئے۔ دورانِ تعلیم میں حضرت شیخ الشیوخ

---

[۱] "ذریعہ دولت" مؤلفہ شاہ فرزند علی صوفی منیری مطبوعہ احسن المطابع پٹنہ ص ۴۹

[۲] "ذریعہ دولت" شاہ فرزند علی صوفی منیری ص ۵ مطبع احسن المطابع پٹنہ

[۳] مرأۃ الکونین مؤلفہ غلام نبی خاں فردوسی ص ۳۲۸ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ۔

[۴] ذریعہ دولت مؤلفہ شاہ فرزند علی صوفی منیری مطبوعہ احسن المطابع پٹنہ ص ۴۹

حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی منیریؒ متوفی ۱۹ ذی الحجہ ۶۶۶ھ، ۱۲۶۷ء برادر حضرت برہان الدین ابو الحسن مرغینانیؒ متوفی ۵۹۳ھ مصنف ہدایہ کے تھے۔ ماہنامہ "ہدیٰ" دہلی فروری ۱۹۸۵ء میں ہے۔

"شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی مرغینانیؒ شہنشاہ بابر کے وطن فرغانہ کے شہر مرغینان میں ۸ رجب بروز پیر عصر کے بعد ۵۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ وفات ۵۹۳ھ سمرقند"۔

شہاب الدین سہروردی[۵۱] رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ فیضانِ صحبت اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ[۵۲] ولی تراش قدس سرہٗ سے بھی تعلیم روحانی حاصل ہوئی۔

عبدالصمد بن افضل محمد بن یوسف الانصاری "اخبار الاصفیا"[۵۳] میں رقم طراز ہیں۔

"شیخ یحییٰ بن اسرائیل منیری نور اللہ جسدہٗ غیر از قدس خلیل بہ منیر آمدہ علم اسلام زد و بوطن مراجعت نمود "سراج المجد" از آثار اوست۔ و شیخ از متقدمین و اکابر وقت بود۔ ارشاد از شیخ شہاب الدین سہروردی دارد وہم از شیخ نجم الدین فردوسی۔"

جناب شاہ کبیر الدین ابو العلائی داناپوری "تذکرۃ الکرام" میں لکھتے ہیں۔[۵۴]

"حضرت شیخ شہاب الدین بڑے عارف کامل اور مقرب الٰہی تھے،

---

۵۱ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کی ولادت ۵۳۹ھ / ۱۱۴۴ء وفات ۶۳۲ھ / ۱۲۳۴ء میں ہوئی۔ مرید حضرت عبدالقاہر ابو نجیب سہروردی کے ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنا دستِ مبارک آپ کے سینے پر پھیرا ہے۔ تصوف کی گراں بہا کتاب "عوارف المعارف" آپ کی مشہور تصنیف ہے آپ کے خلفا میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، حضرت خواجہ احمد دمشقیؒ، حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیریؒ، حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگجوتؒ وغیرہ ہیں۔ (مراۃ الکونین۔ غلام نبی)

۵۲ وفات ۶۱۷ھ

۵۳ "اخبار الاصفیا" (مولفہ عبدالصمد بن افضل محمد بن یوسف الانصاری) قلمی ص ۲۲ ۱۰۰۸ھ کتب خانہ خدابخش خاں، پٹنہ

۵۴ تذکرۃ الکرام مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ۔

سیکڑوں ولی اللہ آپ کی خانقاہ سے نکلے، چنانچہ بہاؤالدین زکریا
ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مصلح الدین
سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مریدان کامل سے تھے"۔

آپ جب منیر واپس ہوئے خاندان کے ممتاز اکابرین حضرت مخدوم شاہ اسمٰعیل منیری قدس سرہٗ حضرت مخدوم شاہ عبدالعزیز منیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے آپ کو والد ماجد کی جگہ پر مسند رشد وہدایت پر بٹھایا۔ ۵۸۹ھ م ۱۱۹۳ء میں بختیار خلجی نے منیر کو مرکز قرار دیکر بہار پر کامیاب تاخت کی [۶]۔

اس سلسلہ میں سید یوسف کمال بخاری دہلوی لکھتے ہیں۔

"یہ امر بحث طلب ہے کہ منیر کو حضرت یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے یا حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمۃ اللہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ نے بختیار کے حوالہ کیا، کہا جاتا ہے کہ ملک کو حضرت مخدوم شاہ اسرائیل منیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء کو بختیار کے حوالہ کیا کیونکہ وہ بختیار کے وقت موجود تھے۔ اور ان کا وصال ۵۹۳ھ مطابق ۱۱۹۶ء میں ہوا۔" [۷]

حضرت مخدوم شاہ اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ علاقہ ملوکہ کو بختیار خلجی کے سپرد کرکے یاد الٰہی اور اشاعت اسلام میں مشغول ہوگئے۔

جب بختیار خلجی دوبارہ منیر آئے اس وقت مسند تاج فقیہی پر حضرت مخدوم شاہ

---

۵ مراۃ الکونین غلام نبی خان فردوسی ص۳۲۸ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ۔
۶ طبقات ناصری مؤلفہ منہاج الدین سراج
۷ کتبات منیر مطبوعہ دہلی (آثار قدیمہ)

احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔ آپ نے والد کی اتباع میں جو جائداد باقی رہ گئی تھی باصرار بختیار خلجی کے سپرد کر دیا اور خدمت خلق و عبادت و ریاضت میں عمر عزیز صرف فرمائی۔ آپ کی شمع ہدایت سے بیشمار بندگان خدا نے راہ ہدایت پائی گوشۂ گمنامی اختیار کرنے کے باوجود دنیا آپ کے نام نامی سے آشنا نہیں۔

حضرت مخدوم شاہ شہاب الدین پیر جگجوت کچی درگاہ پٹنہ کی بڑی صاحبزادی مخدومہ بی بی رضیہ عرف بڑی بوا سے حضرت مخدوم کی شادی ہوئی۔ چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔

(۱) حضرت مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری رحمتہ اللہ علیہ۔ مدفون بڑی درگاہ منیر شریف۔

(۲) حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ۔ بہار شریف

(۳) حضرت مخدوم شاہ خلیل الدین احمد منیری رحمتہ اللہ علیہ۔ بہار شریف

(۴) حضرت مخدوم شاہ حبیب الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ۔ مخدوم نگر علاقہ بیر بھوم، بنگال۔

(۵) صاحبزادی ماہ خاتون اہلیہ حضرت مخدوم مولانا شمس الدین مازندرانی رحمتہ اللہ علیہ۔ منیر شریف۔

لے ذریعہ دولت۔ از شاہ فرزند علی ص۵

ے متوفی ۱۲ ذی قعدہ ۶۶۶ھ مطابق ۱۲۶۷ء

آپ کی تصنیفات میں " سراج المجد"[1] کا نام ملتا ہے۔ دوسری کتاب۔ " معراج نامہ"[2] ہے۔ جس میں معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات ہیں، یہ کتاب نظم میں ہے۔

۱؎ اخبار الاصفیا مولفہ عبد الصمد بن فضل محمد بن یوسف الانصاری قلمی دہ کتب خانہ خدا بخش خاں پٹنہ

۲؎ پروفیسر سید احتشام حسین مرحوم رسالہ ماہنامہ آجکل غالب نمبر ۱۹۵۲ء دہلی ص ۳۷ میں رقم طراز ہیں۔

" حکیم سید احمد صاحب کے والد نعمان احمد متوفی اپریل ۱۹۰۲ء اور دادا اسبحان احمد مرحوم تھے۔ نعمان احمد صاحب مرزا اسد اللہ خاں غالب کے شاگرد تھے۔ حکیم صاحب کے بزرگوں کا قیام زمانہ ضلع غازیپور تھا۔ اس معزز گھرانے کا تعلق بہار کے مشہور مقام منیر شریف سے بھی تھا۔ اور ہر طرف علم و فضل کا چرچا تھا۔ مولوی نعمان احمد مرحوم مہیو ا ضلع سیتاپور سے اٹھارہ انیس میل دور شمال مغرب کی جانب واقع ہے۔" جناب حکیم سید احمد صاحب کا قیام لکھنؤ میں تھا، راقم نے کتاب " معراج نامہ " دیکھی تھی آخر میں " جلیل الدین احمد" لکھا ہوا تھا۔ حکیم صاحب نے فرمایا تھا یہ صاحبزادے کا دستخط ہے۔ اپنا خاندانی سلسلہ حضرت قاضی شمس الدین حاکم چونسہ (ضلع بھوجپور) سے بتاتے تھے۔

حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ کے شہرۂ آفاق مکتوبات صدی " قاضی صاحب ہی کے نام سے ہیں۔ معراج نامہ کا ذکر " آثار منیر" ص ۳ مطبوعہ برقی مشین پریس پٹنہ میں آچکا ہے۔

اور حکیم سید احمد مرحوم ساکن زمانیہ ضلع غازی پور کے اعزہ کے پاس ہے حضرت مخدوم کا ایک منظوم فالنامہ" فالنامہ یزدانی[۳ے]" میں طبع ہو چکا ہے چند اشعار فالنامہ نیچے درج کئے جاتے ہیں ۔

فالنامہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

" فارسی زبان میں یہ فالنامہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے اور یہ فالنامہ کے اشعار اس قدر مقبول ہیں کہ ایران و کابل میں ہر ایک شخص انہی اشعار سے اپنی فال کا جواب حاصل کرتا ہے"۔

۱۰۱	۲۰۱	۳۰۱	۴۰۱	۵۰۱
۱۰۲	۲۰۲	۳۰۲	۴۰۲	۵۰۲
۱۰۳	۲۰۳	۳۰۳	۴۰۳	۵۰۳
۱۰۴	۲۰۴	۳۰۴	۴۰۴	۵۰۴
۱۰۵	۲۰۵	۳۰۵	۴۰۵	۵۰۵

فالنامہ یحییٰ منیریؒ کے جوابی اشعار

(۱) ایں فال کہ با تو دوست جانی است ۱۰۱ با دولت و بخت و کامرانی است

مقصود تو جملہ حاصل آید زیرا کہ دلیل شادمانی است

۳ے آئینۂ فال، فالنامہ یزدانی مرتبہ شاداں یزدانی کامیاب کتب گھر ملاں مسجد شعبان
مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی ص۷۶ تا ص۸۱

(۲) فالے کہ زدی حذر نکوتر ۵۰۴ کارے نہ بود زصبر بہتر
این کار مکن کہ اندریں کار سودے تو زیاں شود سراسر

(۳) فالے کہ زدی بفضل یزداں ۵۰۵ باآنکہ تو ہستی از بزرگاں
ایں فال تو بر وصال دارد یابی تو ہمہ بفضلِ یزداں

بہار کے صاحب طرز اہلِ قلم جناب قیوم خضر مدیر ماہنامہ "اشارہ" پٹنہ یوں رقم طراز ہیں۔

"بہار کی ایک مشہور تاریخی بستی منیر شریف میں حضرت سیدنا مخدوم شاہ احمد یحیٰی منیری (ولادت ۱۱۷۴ء وفات ۱۳۹۰ء[۱]) نے ملی جلی زبان میں تبلیغ کا کام شروع کر رکھا تھا، ابتدائی اردو کے نمونے ان کے فقروں میں ملتے ہیں۔ اس عوامی زبان سے ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ وہ گھریلو گفتگو بھی اسی زبان میں فرماتے۔ ایک موقع پر اپنی سالی بی بی جیبا کے بارے میں فرماتے ہیں "بی بی جیا ایک کا اٹھارہ کیا"۔ یہی بی بی جیا ہیں جن کی شادی سید موسیٰ ہمدانی سے ہوئی تھی اور جن کے بطن سے حضرت سید شاہ مخدوم احمد چرم پوشؒ (ولادت ۱۲۵۹ء۔ وفات ۱۳۷۴ء) جیسے جلیل القدر صوفی اور بزرگ پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم احمد چرم پوش کا مزار اقدس محلہ امبیر بہار شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ایک بار بی بی جیا کو گھر میں بیٹھے ہوئے فرمایا "بلاؤ بڑی بوا کو کھیر میں نمک ملائیں"۔ اسی طرح جب گیا کو (ضلع گیا) بیلو آگ

۱۔ حضرت مخدوم کی وفات کا سال ۱۳۹۱ء ہے (م)

لگی اور حضرت بی بی کمال کی موجودگی میں ساری بستی جل گئی تو یہ خبر سن کر حضرت مخدوم یحییٰ منیریؒ نے استعجاباً فرمایا "سارا کاکو جل گیا بی بی کمال سوئی رہیں"۔ یہ بی بی کمال بھی حضرت مخدوم کی سالی تھیں یعنی حضرت مخدوم پیر جگجوت (کچی درگاہ پٹنہ سیٹی) کی سنجھلی صاحبزادی تھیں۔ حضرت بی بی کمال کی شادی حضرت مخدوم شاہ سلیمان لنگر زمین ابن حضرت مخدوم شاہ عبدالعزیز منیری ابن حضرت امام محمد تاج فقیہہ سے ہوئی تھی۔ حضرت بی بی کمال کا مزار کاکو (ضلع گیا) میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔"

"حضرت سیدنا مخدوم یحییٰ منیریؒ نہایت ہی زندہ دل اور شگفتہ مزاج بزرگ تھے، طبیعت میں لطیف مزاح کی شریفانہ شوخی بھری ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ اپنی سب سے چھوٹی سالی حضرت بی بی جمال سے متعلق مزاحاً فرمایا "بھُس میں چنگاری چھوڑ جمالو الگ رہیں" ان تمام فقروں میں مزاح کی لطیف شوخی ہے اور تیرہویں صدی کی اردو کی جھلک ملتی ہے۔ یہ فقرے اردو زبان میں محاورے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ کم از کم بہار میں آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ یہی بی بی جمال ہیں جن کی شادی مشہور بزرگ حضرت آدم صوفی "جیٹھلی (کچی درگاہ پٹنہ سیٹی) کے صاحبزادے حضرت مخدوم حمیدالدین سے ہوئی تھی[۵]"

ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۱ر شعبان سنہ ۶۹۰ھ مطابق سنہ ۱۲۹۱ء میں زلال وصال نوش فرمایا۔ آپ کا مزار فیض آثار منیر شریف ضلع پٹنہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ۱۰ر۱۱ر۱۲ر کو بہت اہتمام سے انجام پاتا ہے۔

۵؎ اردو اور قومی ایکتا "قیوم خضر" صنا مطبوعہ دی آرٹ پریس پٹنہ ۶ صفحہ ۴۶، ۴۷

قطعہ تاریخ وصال از جناب حکیم سید محمدی فسنوی بہاری متوفی سنہ ۱۳۰۳ھ

چو یحییٰ بعد احمد نام حضرت ۔۔۔ منیری بود و بے شک شد بجنت
ولی و شیخ و مخدوم زمانہ ۔۔۔ بنیز کر حق مع الحق شد یگانہ
شدہ چوں یازدہ از شہر شعبان ۔۔۔ ز دنیا رفت حضرت پیش سبحان
خرد چوں کرد فکر سالِ رحلت ۔۔۔ ندا آمد پے تاریخ حضرت
کہ بر لوح و قلم گردید مرقوم
بود مخدوم را تاریخ مخدوم
۶۹۰ھ

تالاب سے پورب بلند دروازہ ہے اس احاطہ میں مزار اقدس ہے۔ آپ کے والد ماجد و عم بزرگوار، والدہ ماجدہ اور اہلِ خاندان کے مزارات ہیں۔ آپ کی پائنتی میں بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ جلیل الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے والد محترم حضرت عبدالملک منیری اور خاندان کے اکابرین کے مزارات ہیں۔ ایک چھوٹے احاطہ میں ملک کے ممتاز بزرگ حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ بی بی بہو بادامؒ اور دو صاحبزادیوں کے بھی مزارات ہیں۔[1]

اتر جانب صدر دروازہ کے باہر ایک فناتی مسجد شاہانِ ہند میں سے کسی کی بنوائی ہوئی ہے اس کے سامنے دو شاہزادوں کے مزارات ہیں۔ درگاہ شریف کے چاروں طرف سیکڑوں مزارات اولیاء کرام، امراء اور شاہزادوں کے ہیں۔

درگاہ شریف کے احاطہ میں ایک مسجد اور سائبان ابراہیم خاں کانکر[3] نے بنوایا ہے۔ (حاشیہ آگے صفحہ پر)

حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت قطب الاقطاب مخدوم شاہ کمال الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مخدوم عماد الدین شاہ اسرائیل منیریؒ ابن حضرت مخدوم امام محمد تاج فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۲ء میں منیر شریف میں پیدا ہوئے "شرف آگیں" سے ولادت کا سن نکلتا ہے۔

ابتدائی تعلیم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

حضرت مخدومؒ اپنے بچپن کی تعلیم کے متعلق فرماتے ہیں۔

"مجھے بچپن میں استادوں نے چند کتابیں یاد کرائیں جیسے مصادر، مفتاح اللغات وغیرہ، مفتاح اللغات بیس جزو کی کتاب ہوگی بقدر ایک جلد کے یاد کرائی اور ہر بار زبانی سنتے تھے۔"

حسن اتفاق سے حضرت مولانا شرف الدین توامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے سنارگاؤں جاتے ہوئے حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے آپ کی خانقاہ میں آئے حضرت مخدوم نے مہمان نوازی کی کچھ دنوں کے بعد جب مولانا سنارگاؤں جانے لگے حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کو بغرض تعلیم مولانا کے ساتھ کر دیا۔ مولانا کی بھی یہی خواہش تھی۔

سنارگاؤں پہونچ کر تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ استاد کی خدمت میں کلام پاک

تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، ریاضی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا توامہ بخاریؒ نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا کچھ چند علوم نادر علم کیمیا، سیمیا، ہیمیا اور علوم تسخیر وغیرہ بھی حاصل کرلو، حضرت مخدوم جہاں نے فرمایا "میں نے علم فقہ و اصول اور اس کے سوا جو علم حاصل کیا میں خود ندامت محسوس کرتا ہوں کہ اتنے دنوں تک وقت صرف کیا اور پروردگار کی خدمت نہیں کیا اب مجھے ان علوم کی حاجت نہیں ہے۔ جب مولانا نے عزیز شاگرد سے یہ باتیں سنیں سات بار حضرت مخدوم جہاںؒ کے گرد گھومے اور فرماتے "تمہاری ایسی ہمت پر ہم قربان جائیں" توامہ بخاریؒ کی فقہی مثنوی نام حق مشہور ہے۔

دوران تعلیم میں گھر سے جو خطوط جاتے اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ کسی خبر سے دل کو الجھن ہو اور پڑھنے سے دل اچاٹ ہو جائے۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد خطوط کو نکالا جو ایک گٹھر پیٹے میں تھے، پہلے ہی خط سے ظاہر ہوا کہ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱ر شعبان ۶۹۰ھ کو اپنے وطن منیر میں رحلت فرما گئے۔ اس خبر سے آپ بہت پریشان ہوئے۔ استاد سے اجازت لے کر سنار گاؤں سے منیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ دنوں خدمت میں رہے۔

آپ نے طلب الٰہی و تعلیم روحانی کے لئے سفر کی اجازت چاہی، والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ اور خدا رسیدہ تھیں آپ نے اجازت دیدی۔ دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت مخدوم جہاںؒ کے بڑے بھائی حضرت مخدوم جلیل الدین احمدؒ ہمراہ تھے۔ دہلی پہونچ کر مشائخ وقت کی خانقاہوں میں تشریف لے گئے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ پانی پت میں حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور اولیائے کرام کی خدمت

ے "نام حق" کا قلمی نسخہ ۱۱۵۶ھ کا ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے۔

میں حاضری دی۔ آخر اپنے مرشد مکرم حضرت خواجہ نجیب الدین فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دولتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت کے بعد وطن لوٹتے ہوئے بہیا ضلع بھوجپور کے جنگل میں مور کے رقص کو دیکھ کر بیخودی میں نعرہ لگاتے ہوئے جنگل میں چلے گئے۔ حضرت مخدوم جلیل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملے۔ ناچار منیر واپس آئے والدہ سے حال بیان کیا والدہ راضی برضائے الٰہی رہیں عرصہ دراز کے بعد بہیا کے جنگل سے راجگیر کے پہاڑ میں یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ جب آپ کے محویت کی مدت پوری ہوگئی راجگیر سے بہار شریف جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے۔ نماز کے بعد یہیں قیام فرماتے۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید مولانا نظام مولیٰ کے نام سے مشہور تھے انہوں نے آپ کے قیام کے لئے دو چھپر ڈال دیا۔ بعد میں سلطان محمد تغلق نے مجد الملک صوبہ دار بہار کے نام فرمان لکھا کہ شیخ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کی جائے اور پرگنہ راجگیر فقراء خانقاہ کے لئے خرچ کے لئے ان کے حوالہ کیا جائے۔ اسی کے ساتھ ہی ایک مصلیٰ بلغاری خدمت میں بھیجا، جب یہ فرمان شاہی مجد الملک کو پہونچا، حضرت مخدوم کی خدمت میں عرض کیا آپ نے بادلِ ناخواستہ قبول فرمایا۔

خانقاہ تیار ہوگئی آپ خدمتِ خلق کی ہدایت اور طالبین کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے۔ جب سلطان محمد تغلق کے بعد فیروز تغلق تخت نشیں ہوا حضرت مخدوم دہلی تشریف لے گئے اور بہت ہی معذرت سے واپس کر دیا۔

آپ کی زندگی سادہ اور درویشانہ تھی خشیت و حب الٰہی نے دل میں گداز اور وارفتگی پیدا کر دی تھی۔ آپ کے تصانیف و تالیفات، مکتوبات، ملفوظات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تمام تر علمی سرمایہ میں مکتوباتِ صدی، معدن المعانی، شرح

اداب المریدین، مخ المعانی، خوان پرنعمت وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

حضرت مخدوم جہاں کا وصال پانچویں شوال ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۷۰ء روز چہار شنبہ کو ہوا۔ ۶ شوال روز پنجشنبہ چاشت کے وقت تجہیز و تکفین ہوئی۔ مزار مبارک بہار شریف میں مرجع خلائق ہے۔ قطعہ تاریخ وصال۔

شرف آگیں (۶۶۱) ولادت آں شاہ — پُر شرف (۷۸۲) ۔ سال رحلت آں ماہ

عمر مخدوم زندہ دایم (۱۲۱) — رضی اللہ عنہ طاب مثواہ

اصحاب سیر نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ آپ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ آپ کے ہم عصر اولیائے کرام بہت ہی احترام کے ساتھ آپ کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ کی ذات علم و دانش، تقویٰ و ریاضت، علم و عمل، توکل و قناعت، کسر نفسی، صبر و شکر جیسے محاسن جلیلہ کی ایک نمونہ تھی۔ جاہ طلبی، اظہار کرامت سے نفرت تھی، اولیاء اللہ کے اکثر تذکروں میں آپ کے حالات ملتے ہیں۔

آپ کے اشعار یکجا نظر سے نہیں گذرے، ایک قلمی کتاب میں یہ غزل حضرت سے منسوب ہے۔[۵۱]

گر عشق نبودے بخدا کس نہ رسیدے — چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

گر عشق نبودے بخدا کس نہ رسیدے — ایں ذوق محبت بجہاں کس نہ رسیدے

گر یاد نہ بودے سر زلفش نہ رسیدے — رخسارہ معشق بہ عاشق نہ نمودے

من مست خرابات نہ آنم کہ گذارم — در مسجد نہ قیامے نہ رکوعے نہ سجودے

من ہیچ نمی دانم خود را کہ کرا ہم — گر ساقی وحدت سر خمخانہ کشودے

در شہر یکے عاقل و ہشیار نبودے — گہ مسلم و خوانند گہے کہنہ جہودے

---

۵۱ کتاب قلمی۔

بہ گور شرف فاتحہ خوانند چو میرد   اخلاص بہم بر ہمسراں، تحفہ دروے

کے بود ما زما جدا مانده   من و تو رفتہ و خدا مانده

خیالے کثر ہمسر ایں جا و بشناس   ہمراں کو در خدا گم شد خدا نیست

سراسر ما ہمہ عیبیم بدیدی و خریدی   زہے کالائے پُر عیب و نہے لُطف خریداری

نے در غم دوزخ و بہشت اند   ایں طائفہ را چنیں سرشت اند

چنگ در حضرت خدائے زده   ہر چہ آں نیست پشت پائے زده

ماہ نامہ " فطرت " راجگیر اپریل ۱۹۳۴ء میں " بیاض مخدوم " کے عنوان سے مولانا مناظر احسن گیلانی نے حضرت مخدوم جہاں کے اشعار چھپوائے تھے مکتوبات ملفوظات میں اشعار کثرت سے ہیں کہیں تو شاعر کا نام ہے کہیں نہیں۔ حضرت مخدوم نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے تاہم انداز بیان یہ بتاتا ہے کہ اس کے کہنے والے حضرت ہی ہیں۔

؎ کتب خانہ اصلاح ندوة العلما لکھنؤ۔

بیاضِ مخدوم"

غزل

منم آں کز تو می بینم وصالے ۔۔۔ زہے خوش اتفاقے طرفہ حالے
گدائے را ازیں خوشتر چہ باشد ۔۔۔ کہ یابد پیش سلطانے مجالے
ہنوزم نیست باور کیں خیال است ۔۔۔ مگر در خواب می بینم خیالے
مگر من در بہشتم زانکہ دنیا ۔۔۔ ندارد ایں چنیں صاحب جمالے

ہرچہ در خلق سوزی و ساز است ۔۔۔ اندر آں مر خدائے را راز است

آنچہ تو گم کردہ را کثر کردہٗ ۔۔۔ ہست اندر تو، خود را پردہٗ

ہرچہ بینی ز سپید و سیاہ ۔۔۔ بر سر کارے است دریں کارگاہ

گر تو خوبی، لبوئے زشت بخواری منگر ۔۔۔ کاندریں ملک چو طاؤس نگار ست مگس

دردا کہ غم کوہ بہ کاہ افتادہ است ۔۔۔ معشوق دلی، مور چہ ماہ افتادہ است

آنجا کہ توئی من آمدن نتوانم ۔۔۔ ایں جا کہ منم تو خود نیائی دانم

من او نہ شوم ولیک بے اُو ۔۔۔ واللہ کہ نہ ام یقینم ایں است

حضرت مخدوم کے بہت سے دوہے اور ہندی فقرے زبان زد عوام ہیں جیسے۔

شرفا بھٹکا مت پھرے چت مت کرے اُداس
سائیں بسے سریر میں کہ جوں پھولن میں باس

شرفا گور ڈراونی اور نس اندھیاری رات
واں نہ کوئی پوچھے کہ کون توہاری ذات

جہہ کُتا دَر دَر پھرے دَر دَر دُر دُر ہوئے
ایک در کو تھام لے کہے نہ دُر دُر کوئے

بعض بیماریوں کی مجرب دوائیں بتائی گئی ہیں۔ مثلاً ؎

دودھ پھٹکری مردار سنگ ہلدی زیرا ایک ایک ٹنگ
افیون چنا بھر مرچیں چار اُردو بھر ستو ستھا اس میں ڈار
پوست کے پانی پوٹلی کرے نینا پیرا پل میں ہرے [1]

آپ کے فالنامے میں بیماریوں کی دوائیں بھی پائی جاتی ہیں۔

۱؎ تاریخ دعوت و عزیمت از ابوالحسن علی ندوی حصہ سوم۔

تاج المشائخ مخدوم شاہ ہدایت اللہؒ

شاہ ہدایت اللہ نام "تاج المشائخ" لقب ابن مخدوم شاہ اشرف منیری ابن مخدوم شاہ محمود حافظ منیریؒ تیرہ واسطوں سے آپ کا نسب حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت والد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔ والدؒ کے وصال کے بعد حضرت شاہ مبارکؒ ابن مخدوم شاہ مصطفےٰؒ سے مزید تعلیم باطنی ہوئی بیعت و اجازت

(حاشیہ صـ) ؎۱ کتاب نور محمدی مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڈھ ۱۳۴۸ھ صـ ۳۸

؎۲ تاریخ سلسلہ فردوسیہ معین الدین دردائی

؎۳ ابراہیم خاں کاکر سورت گجرات سے قریب کانکرل کے رہنے والے تھے (از معلومات وزیر صاحب پٹیل نگر سوسائٹی سورت)

؎۱ آپ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے نواسہ اور آپ کے بھائی حضرت مخدوم شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ آپ مرید و خلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد علی منیریؒ ابن مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے تھے۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ اور آپ کے بڑے صاحبزادے مخدوم فرید الدین محمد ماہر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے لئے اجازت نامے لکھ کر دئیے تھے حضرت شاہ نعمت اللہ محمد بن عطاء اللہ قادریؒ فیروز پوری سے بھی اجازت ہے۔ ۲۱؍ ربیع الاول ـــــــھ میں وصال ہوا۔ درگاہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری زیر پائیں چبوترہ پر مزار پُر انوار ہے۔

خاندانی سے سرفراز ہوئے۔ اور تاج المشائخ کا لقب عطا کیا گیا۔

حضرت مخدوم شاہ احمد منورؒ ابن مخدوم شاہ انور محمدؒ بن مخدوم منور شہیدؒ بن حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ اور مخدوم شاہ احمد اللہ سہروردی چندطھوسیؒ متوفی سنہ ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔

حضرت مخدوم شاہ مبارک ابن حضرت مخدوم مصطفےٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مخدوم کی خانقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

ریاضت و خدمتِ خلق میں مصروف رہے، رشد و ہدایت کا سلسلہ دور تک تھا، سلاطین و امرا بھی آپ سے عقیدت رکھتے تھے، فرامین شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فرخ سیر[۱] اور محمد شاہ غازی نے خانقاہ کے اخراجات کے لئے جائدادیں نذر کی تھیں، سلطان فرخ سیر کو آپ سے عقیدت تھی، آپ نے ایک کتاب "ہدایت القواعد"[۲] تصنیف فرمائی اور فرخ سیر کو عطا فرمائی، اس کتاب میں پانچ باب ہیں، دیباچہ میں تحریر

---

[۱] ابوالمظفر معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ غازی شہزادہ عظیم الشان (پسر شاہ عالم بہادر شاہ اول) کا دوسرا بیٹا تھا۔ ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۰۹۴ھ مطابق ۱۱ ستمبر سنہ ۱۶۸۳ء میں پیدا ہوا تھا بمقام عظیم آباد جسے اب پٹنہ کہتے ہیں۔ ۱۹ صفر سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق ۶ اپریل سنہ ۱۷۱۲ء کو تخت نشین ہوا ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق ۹ جنوری سنہ ۱۷۱۳ء کو دار السلطنت دہلی میں اس کی تاجپوشی ہوئی۔ ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۲۸ فروری سنہ ۱۷۱۹ء کو اسے تاج و تخت سے دستبردار کر دیا گیا، ۹ رجب سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۷ مئی سنہ ۱۷۱۹ء میں اسے قتل کر دیا گیا۔ (ماہنامہ ہما دہلی اگست سنہ ۱۹۷۶ء سلاطین نمبر نمبر ۲) باقی بر صفحہ آئندہ

[۲] ہدایت القواعد کے دو نسخے ہیں (۱) خانقاہ منیر شریف میں (۲) مسلم یونیورسٹی لائبریری میں اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی خدا بخش لائبریری پٹنہ میں ہے۔

فرماتے ہیں۔

"درچوں در عمل بادشاہ عالم وعالی حامی الاسلام والمسلمین مظفر الدنیا والدین معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہٗ ...... جہان را از آفتاب عدل منور ساخت۔ از احسانٗ رعایت پرداخت بخاطر خیر خواہ خلائق باری ہدایت اللہ منیری رسید کہ بزرگان پیشگاں از انتظام مساجد و پل ہا و تالاب ہا و باغہا و مہمان سراہا نام خود ہا گذاشتند واہل الجنتہ عالمانِ شریعت و واقفانِ طریقت و محرمان حقیقت و عارفانِ معرفت علوم دینی و دنیوی را بہ آگاہی خلائق نسخہ ہا ارشاد فرمودند۔

بفائدۂ خلق اللہ نوشتہ "ہدایت القواعد" نام نہادہ بر پنج باب منقسم گردانیدہ کہ طالبانِ ایں فن بملاحظہ اش مطلع شوند و ازیں وسیلہ بزرگان شاید کہ بفاتحہ یاد آرند۔"

اس کے بعد یہ قطعہ ہے ؎

ہدایت القواعد کردم بیاں مفصل ۔۔۔ از اطلاع مردم باشند زاں مکمل
در سن الف و مایتہ و عشرین سنہ ہجری ۔۔۔ مرقوم شد قواعد دستور از تامل
قدرت بریں ندارم گویم چنانچہ باید ۔۔۔ گفتم ہر آنچہ دانم باشد نہ ایں معطل
از عالمان کامل و ز عارفان ہر فن ۔۔۔ امید محو گردد تا از سہو مبدل
ایزد قبول گرداں ایں آرزو کہ دارم ۔۔۔ خوانندہ ایں قواعد ہر جا بود مفضل

آپ کی دوسری تصنیف یا اشعار نظر سے نہیں گذرے۔ امتداد زمانہ سے علمی سرمائے محفوظ نہ رہ سکے۔ آپ کا وصال ۹ رجب ۱۱۲۸ھ مطابق

۱۱۷۵ھ کو ہوا۔

حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے زیر پائیں مُلسری کے درخت سے پچھم مزار پُر انوار ہے۔

قطعہ تاریخ وصال[۱]

(از وفات نامہ)

قطب زماں کہ بود ہدایت اللہ حنیف — قدم نہاد ز دار فنا بملک عدم
زسالِ رحلت خود اسم با مسمیٰ شد — کشاد باب ہدایت میان اہل ارم

۱۱۲۸ھ

---

[۱] وفات نامہ (قلمی)

مبارک شاہ شطاری

خواجہ ابوالاحسان المشتہر ملا مبارک شاہ شطاری الملقب بہ حسین شطاری ابن خواجہ محسن شطاری ابن خواجہ مخدوم شاہ منصور ابن شاہ طیفور شطاری ابن مخدوم شاہ احمد منور شطاری ابن مخدوم شاہ عبدالرحمٰن شطاری ابن مخدوم شاہ قاضن[1] علا شطاریؒ ابن حضرت مخدوم علاء الدین ابن مخدوم قاضی محمد عالم ابن قاضی جمال الدین ابن مولانا علی ابن مولانا سلیمان ابن حضرت مخدوم صلاح الدین کنج اعیانی[2] ابن حضرت مخدوم شاہ اسمٰعیل منیریؒ ابن مخدوم مخدوم مولانا امام محمد تاج فقیہہ ہاشمی قدس سرہٗ۔

آپ کی تعلیم وتربیت وبیعت حضرت خواجہ محسن شطاریؒ سے ہوئی۔ آپ کا خاندان رشد وہدایت میں مشہور رہا۔ وصال ۱۵ر شعبان المعظم سنہ ۱۱۴۵ھ میں ہوا۔

حضرت مخدوم شاہ قاضن شطاری قدس سرہٗ متوفی سنہ ۹۰۱ھ / ۱۴۹۵ء

---

۱ سلسلہ شطاریہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ مزار بنیا بسار ضلع مظفر پور میں ہے۔

۲ موضع کجانواں منیر شریف سے جانب دکھن چند میل پر مشہور مقام ہے قدیم نوشتہ میں کنج اعیان ہے۔ اب عام طور پر کجانواں مشہور ہے۔ قدیم بزرگوں کے مزارات ہیں مخدوم شاہ صلاح الدین ابن مخدوم شاہ اسمٰعیل منیری اور مخدوم کے اہل خاندان کے مزارات ہیں۔

کی وفات، کا قطعہ تاریخ آپ کے دستِ مبارک کے نوشتہ سے نقل کیا جاتا ہے ؎

قطعہ تاریخ وفات

از پئے تاریخِ رحلت غوث و مخدومِ زماں
شاہ قاضن محرم حق قدوۂ شطاریاں
بندۂ عاصی مبارک چوں بہ جیبِ فکر شد
ہاتفم از غیب گفتا گو کہ شاہِ مرشداں
۹۰۱

شاہ مبارک علی شطاری

حضرت شاہ مبارک علی شطاری ابن حضرت احمد شطاری ابن خواجہ ابو الاحسان مبارک شاہ شطاری الملقب حسین شطاری، تعلیم و تربیت والد ماجد سے ہوئی، سلسلۂ شطاریہ میں والد ماجد سے مرید تھے۔ اپنے والد ماجد کے بعد رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ء میں آپ کا وصال ہوا۔[1] اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کا قطعۂ تاریخ وصال آپ نے لکھا ہے وفات[2] نامہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت احمد شاہ شطاری

چوں کرد وصال شاہ احمد — شد تخت نشیں بخلد امجد
ہاتف پئے سالِ رحلتش گفت — احمد بحضورئ محمد

۱۱۷۱ھ

---

[1] وفات نامہ قلمی

[2] وفات نامہ قلمی

شیخ واحد علی

شیخ واحد علی منیری بن شیخ خیر علی بن شیخ بولا منیری، آپ کے صاحبزادے شیخ مصاحب علی کی شادی حکیم شیخ جواد علی ہاشمی منیریؒ کی بھانجی بنت ہدایت علی سے ہوئی۔

آپ فیض گرفتہ حضرت شاہ مبارک حسین فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشیں درگاہ منیر شریف کے تھے۔ اردو کا ضخیم دیوان تھا۔ ضایع ہوگیا۔ آپ کا انتقال ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء میں ہوا۔

وفات نامہ بزرگان (قلمی ہیں) آپ کے دو قطعات ہیں۔

(۱) قطعہ تاریخ وفات شاہ قدیم علی شطاری منیریؒ ۱۲۱۳ھ ۱۷۹۸ء

حیف صد حیف شاہ قایم علی — زیں جہاں شد بسوے خلد بریں
فکر سال وفات چوں کردم — ناگہاں آمد ایں بہ طبع حزیں
از سر یاس گفت ایں مصراع — جاے او داد در بہشت بریں

۱ — ۱۲۱۳

(۲) قطعہ تاریخ وفات اہلیہ حضرت شاہ فرید الدین علی عرف شاہ دمڑی سہروردی چنڈھوسی۔

اہلیہ حضرت فرید الدین علی — زندگی کردہ زعالم خاتمہ
شہر رجب بست ہشتم روز جمعہ — کرد از دنیا بجنت مسکنہ
سال فوتش را چو جستم از خرد — از رہ گریہ و زاری ملہمہ
گفت با صد خرمی و انتعاش — آمد او بحضور بی بی فاطمہ

وفات ۱۲۲۷ھ ۱۸۱۲ء — ۱۲۲۷ھ

شاہ لطف علی

حضرت شاہ ابو الفرح قمر الدین حسین المعروف شاہ لطف علی فردوسی منیری ابن حضرت شاہ محمود فردوسی ابن حضرت شاہ مبارک[۱] المعروف شاہ مکی منیریؒ ابن حضرت شاہ عنایت اللہ منیریؒ۔ آپ مرید و مجاز اپنے برادر معظم حضرت سید شاہ مبارک حسین فردوسی منیریؒ سجادہ نشین خانقاہ منیر شریف کے ہیں۔ اپنے عم مکرم حضرت شاہ علی احمد فردوسی منیری اور شاہ اشرف علی شطاری ابن شاہ غلام یحیٰ ابن شاہ محمد شاہ شطاری ابن ملا مبارک شاہ شطاری سے بھی اجازت نامہ رکھتے ہیں اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے۔

آپ کے خلفاء میں شاہ اعظم علی[۱] عرف شاہ بھیکن منیریؒ حضرت شاہ قطب الدین[۲] احمد فردوسی منیریؒ اور شاہ قمر الدین[۳] احمد وغیرہ تھے

۱؎ آپ کا ذکر آئندہ صفحات میں ہے ۲؎ متوفی ۲۱ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۱ھ

۳؎ قمر الدین احمد الملقب دیانت اللہ فردوسی کو بیعت و خلافت ہر چہار دہ خانوادہ کی حضرت شاہ قمر الدین المشتہر بہ شاہ لطف علی منیری فردوسی سے تھی۔ ("اذکار طیبہ مع انساب اولاد محمدیہ" مرتبہ حکیم شاہ انیس احمد داؤد نگری مطبوعہ مطبع محبوب المطابع برقی پریس۔ دہلی سنہ ۱۳۴۸ھ شاہ دیانت اللہ ابن شاہ ندیم اللہ یکے از اولاد دیوان شاہ بوڑھن سہسرامی)

۱۶ر شوال المکرم ۱۲۵۶ھ میں وصال ہوا۔ درگاہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ میں مسجد سے پورب مرقد انور ہے۔

قطعہ تاریخ وفات از دیوان یٰسین منیریؒ ہے

چو رحلت زیں جہاں لطف علی کرد — بہ جنت اہتمام بردلی شد
بہ یٰسین گفت رضواں سال رحلت — بہشت آباد از لطف علی شد
۱۲۵۶ھ

نمونۂ کلام۔

آپ کے کلام کا مجموعہ مرتب ہے تخلص شریف کرتے ہیں۔ نظم میں ایک قصیدہ قاف ہے جس کے ہر شعر کی ابتدا میں قاف اور انتہا میں "ر" (رے) ہے۔

(۱) قدرت حق کجا کند تحریر — گر زبان قلم شود تقریر
قاف باذیں بلندی عظمت — نیست فرقان ہر بشیر و نذیر
قادر ابر محمدؐ و آلش — دہ صلوٰۃ و سلام با تکثیر

قطع کن آز را طمع بگذار — تا شوی بادشاہ ہفت دیار
قانعاں را ہر آنچہ داد خدائے — کس نیاید دریں دیار اے یار
قاف تا قاف در جہاں گردی — خس نیاید بہ سنت اے ستار
قسمت خود بخود آمد بر تو — چند یوئی دمے بہ شکر گذار
قدر خود خم مکن بہر دونان — بہر نانے بکوچہ و بازار
قول کرسی اگر کنی در گوش
روزیت چارہ می رسد ناچار

(۲) قطعہ تاریخ رحلت شاہ غلام حسن سہروردی چنڈھوسی ابن شاہ عرب چنڈھوسی ۔ وفات ۱۲۲۰ھ، ۱۸۰۸ء

چوں شاہ حسن ازیں جہاں شد — فریاد و فغاں بہ آسماں شد[۱]

بر تختۂ غم فرد رقم کرد — خورشید سر قمر قلم کرد

۱۲۲۰ھ

(۳) قطعہ تاریخ رحلت حضرت مبارک حسین عرف شاہ دھومن منیریؒ ۔

یکتائے زمانہ شاہ دھومن — از فضل و کمال او چہ پرسی

چوں کرد وصال سالِ نقلش — خورشید سلوک گفت کرسی[۲]

وصال ۱۲۳۶ھ، ۱۸۲۰ء — ۱۲۳۶ھ

---

[۱] وفات نامہ

[۲] وفات نامہ

شاہ امین الدین علی

خواجہ محمد محسن الملقب بنیاد علی المعروف شاہ امین الدین علی شطاری منیری ابن شاہ قایم علی منیری ابن شاہ مبارک علی ابن شاہ احمد شاہ شطاری منیریؒ۔

حضرت خواجہ سید شاہ مبارک حسین فردوسی منیریؒ کی صاحبزادی آپ کی زوجیت میں آئیں۔ دو صاحبزادے ہوئے (۱) شاہ عظیم الدین حسین اور (۲) شاہ علیم الدین حسین۔

آپ کو بیعت و ارشاد حضرت خواجہ سید شاہ مبارک حسین فردوسی منیری سے ہے، اپنے والد محترم اور حضرت شاہ لطف علی منیری، حضرت شاہ فرید الدین علی عرف شاہ دمڑی اور حضرت ابو الظفر شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیری سے بھی اجازت رکھتے ہیں۔

آپ سے پانچ بزرگوں کو بیعت و اجازت ہے۔

(۱) جناب شاہ مخدوم جان ابن میرا علی جان۔

(۲) " عبد النبی عرف منور حسین ابن سید سعادت علی ترہتی نبیرہ گان حضرت شاہ عبد الحق غلام امام الدین عرف شاہ بھوندو شطاری۔

(۳) " قاضی خیر علی مقام مہسی۔

(۴) " شاہ اشرف حسین۔

(۵) " شاہ مغفرت علی۔

آپ کا وصال ۴ ر جمادی الآخر ۱۲۵۷ھ ؁ ۱۱۷۹۲ میں ہوا۔ درگاہ حضرت

مخدوم شاہ دولت منیری کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

شاہ مہدی حسین اپنی کتاب "توضیح الانساب" میں لکھتے ہیں۔

"چند مصرعہ ہست کہ این ہیچمدان در ماہ رمضان المبارک نقل
کتاب "انساب الاولیا" می کرد کہ در ذکر نسب اجداد ماست از تصنیف
لطیف حضرت جدی شاہ امین الدین علی شطاری منیری روزے
برآن افتاد کہ از وطابع گذشت۔"

آپ کا منظوم کردہ شجرہ پیران شطاری آتش خوار رحمہم اللہ اجمعین یہ ہے۔

خالقا حضرت محمد مصطفےٰ کے واسطے
اور علی مرتضیٰ مشکل کشا کے واسطے

وزپے شاہِ شہید کربلا حضرت حسین
اور وہ محبوب حق زین العبا کے واسطے

وزپے خواجہ محمد مغربی شیخ جہاں
خواجہ اعرابی شہ ہر دوسرا کے واسطے

وزپے خواجہ مظفر ترک طوسی پیشوا
اور خرقانی ابوالحسن اولیا کے واسطے

وزپے حضرت محمد باقر و جعفر امام
خواجہ طیفور بسطامی ہدا کے واسطے

وزپے خواجہ محمد عارف قطاب زماں
خواجہ عبد اللہ محبوب خدا کے واسطے

وزپے خواجہ خدا قلی امام المرشدینا
اور وہ عاشق محمد باصفا کے واسطے

ذرطفیل شاہ قاضن اور وہ سرمست پیر
اور وہ شاہ علی نور الہدیٰ کے واسطے

ذرطفیل شہ علاؤ الدین قطب الدین ولی
اور محی الدین ثانی رہنما کے واسطے

وزطفیل شاہ رکن الدین خواجہ مستقیم
اور وہ بنیاد شاہ مقتدا کے واسطے

وزپے شاہ علی احمد منیری بادشاہ
اور وہ شاہ مبارک باصفا کے واسطے

بندہ محسن ہے چاہے تجھ سے یارب روز شب
حشر میں رسوا نہ کر جرم و خطا کے واسطے

۵؎ فیاض قلمی

سلک دوم سلسلہ پیران شطار آتش خوار رحمۃ اللہ علیہم

وز طفیل شہ علاؤ الدین قطب الدین ولی
اور معین الدین شاہ رہنما کے واسطے

وز طفیل شاہ رکن الحق اور شاہ شفیع
خواجہ بو الفضل و اشرف پارسا کے واسطے

وز طفیل شاہ قمر الدین و شہ قایم علی
اور حضرت بو الظفر قطب العلا کے واسطے

کلمۂ طیب تمامی کلمہ ہووے وقت نزع
جب کرے پرواز روح ملک بقا کے واسطے

حکیم جواد علی

حکیم جواد علی ہاشمی منیری ابن لطف علی ابن رجب علی ابن قاضی ملا محمد متین ابن شیخ امان اللہ ابن شیخ مصطفےٰ ابن شیخ موسیٰ ابن شیخ پھول ابن محمد چاند ابن محمد ابن شیخ بڑے ابن حضرت مخدوم منہاج الدین ابن حضرت شاہ اسمٰعیل منیری ابن حضرت مخدوم امام محمد تاج فقیہہ ہاشمیؒ۔

آپ کا ننہالی نسب حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی منیریؒ سے ملتا ہے، ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی، جناب حکیم فرحت اللہ سے تفسیر حدیث، فقہ، طب کی تعلیم پائی، اس کے بعد گھر ہی پر درس وتدریس اور طبابت کا سلسلہ شروع کیا، اس سلسلہ سے بہت شہرت ہوئی۔

آپ صحبت یافتہ حضرت مخدوم شاہ مبارک حسین عرف شاہ دھومن فردوسی منیریؒ کے تھے، آپ کی شادی خاندان ہی میں ہوئی تین لڑکے ایک لڑکی ہوئیں، بڑے صاحبزادے "حکیم جمال الدین حسین" کا ذکر آئندہ صفحات میں ہے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں، بزرگان منیر شریف کے حالات میں ایک کتاب لکھی تھی مگر وہ ضائع ہوگئی۔ طب کی مشہور کتاب قرابادین قادری کے طرز پر ایک کتاب قرابادین جوادی لکھی، آپ کی تصنیفات کے بارے میں آپ کے صاحبزادے حکیم جمال الدین حسین منیریؒ لکھتے ہیں۔

"قرابادین بالخیر مادہ تاریخ کتاب قرابادین تالیف والد ماجد اعنی حکیم جواد علی منیری ہرگاہ بہ طرز قرابادین قادری نوشتہ

شد نمود برخوردار حکیم نثار احمد موجود است، اصول الانتخاب نیز ماده تاریخ کتاب مذکور ہرگاہ سابق بطرز "میزان الطب" نوشتہ شدہ بود، بورد آن طرز شکستہ "قرابادین قادری" نوشتہ شد، بمقام قصبہ منیر"

آپ کے لکھے ہوئے قطعات تاریخ مولوی حکیم جمال الدین حسین منیری کی بیاض سے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) قطعہ تاریخ اصول الانتخاب

در فن طب من بعون کردگار — کردہ ام تصنیف یک نادر کتاب
ہاتف غیب از من جواد گفت — اسم تاریخی اصول الانتخاب

۱۴ ھ ۱۲

(۲) قطعہ تاریخ "قرابادین جوادی"

الٰہی فضل تو باللہ لا یخلو من الحکمۃ — تو تو عطیہ بتالیف کتاب حکمتم دادی
زفیض تو مرتب شد الٰہی ایں کتاب من — تلاش سال تصنیفش چو کردم از دل ہادی
بگوش دل زتاریخش سروش غیب فرمودہ — نہے نامیدۂ فرحت قرابادین جوادی

۱۲ ھ ۱۲

آپ کی ایک کتاب "قرابادین باخیر" کا مادہ تاریخ اور قطعہ دیوان یٰسین منیری نے لکھا ہے۔

چہ تصنیفے نکو جواد علی کرد — نیامد در نگاہم ایں چنیں غیر
کسے خواہد کرداند علم طب را — بہ گلستان او را تحش کند سیر
زسال او چو پرسیدند از من — رقم کردم — قرابادین باخیر

۱۲ ھ ۱۲

آپ کا انتقال ۳ محرم ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء میں ہوا، حضرت رکنُ الدین مرغینانی منیری رح کی درگاہ میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ رحلت از مولوی سید احمد کبیر حیرت پھلواروی

حکیم بود مسیح زماں جواد علی ... کہ بود دست شفایش بلطف حضرت رب

ز جزو حضرت منہاج دیں بدہ مشہور ... کہ بود تاج فقیہہ و ولی و اہلِ عرب

یکے ز دو ولدش بُد محمد اسرائیل ... از و ست احمد یحییٰ ولی و پاک نسب

چو دوم از ولدشں بُد محمد اسمٰعیل ... ازوست کرسیٔ اجداد ایں حکیم لقب

شنیدہ ام زثقات بدیدہ ام یکتا ... ہر آنچہ عرض نمودم بنظم خود مطلب

بہ زیر چرخ کہ چوں سوم محرم گشت ... زحکم حضرت حق شد بہ بارگاہ طلب

زچاہ عنصر دل ہاتفحص اے حیرت
چنیں شدہ متحقق کہ درجناں باادب[ے]

۱۲ھ ۶۸

ے تاریخ الکملا از مولوی احمد کبیر حیرت پھلواری، مطبوعہ اپنچ بانکی پور، پٹنہ سنہ ۱۳۰۲ھ

شاہ اعظم علی منیری

حضرت شاہ اعظم علی المعروف شاہ بھیکن منیریؒ ابن حضرت سیّد شاہ لطف علیؒ۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء میں ہوئی تاریخی نام "محمد اعظم علی" ہے۔

تعلیم و تربیت والد ماجد اور مولوی احمد حسینؒ سے ہوئی۔ کتب بینی اور کتب نویسی محبوب مشغلہ تھا۔ بیعت و اجازت اپنے والد سے ہے۔ تلقین اذکار و اشغال اپنے عم مکرم حضرت شاہ مبارک حسین عرف شاہ ڈھوموں منیریؒ سے ہے۔ جناب حافظ نامدار مصری رشیدیؒ[1] سے قدوسیہ قلندریہ سلسلہ کی بھی اجازت تھی۔

شجرہ سلسلہ زاہدیہ آپ نے نظم کیا ہے۔ اس کے ۶۱ اشعار ہیں۔

ابتدائی اشعار یہ ہیں۔

خداوندا بحق نور ذاتت — ظہور و مظہر ذات و صفاتت
کہ بر وے باد و بر آلش سراسر — بر اہل بیت و اصحاب مطہر
تحیت ہا ہزاراں در ہزاراں — باعداد نسیم و قطرہ باراں

آخر کے اشعار یہ ہیں۔

خداوندا بہ آں ختم رسالت — شفیع عاصیاں روز قیامت
مرا در زندگانی در پناہ دار — ز شر نفس و شیطانم نگہدار
بہ وقت نزع جانم را بہ ایماں — بری زیں جا بسر ز ظل پیراں

۱؎ ذریعہ دولت از شاہ فرزند علی صوفی منیری

چراغ نور باشد نور ایماں | بود فانوس آں دامانِ پیراں
نیامد اعظم الاباد سایل | اجابت کن بہ پیراں سلاسل

۱۸ شعبان ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں وصال ہوا۔ درگاہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری رحمۃ اللہ علیہ میں مزار ہے۔

قطعہ تاریخ رحلت

از شاہ خلیل الدین احمد جوشش منیری[۱]

اعظم علی آفتاب دیں بود | شد تیرہ جہاں ز انتقالش
چوں مرشد عہد بود اے جوشش | زیں رو شدہ شیخ عصر سالش
۱۲۷۰

جناب شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ نے قطعہ تاریخ وصال پانچ اشعار میں لکھے ہیں۔ اس قطعہ سے سات ۳۷ طرح سے سنہ وصال نکلتا ہے۔

۱؎ ذریعہ دولت از شاہ فرزند علی صوفی منیری

غلام قادر

غلام عبدالقادر نام قادر تخلص المعروف بھوجو ابن شیخ غلام رسول ابن شیخ عتیق اللہ ابن شیخ نسیم اللہ درویش گوشہ نشیںؒ ابن شیخ اسداللہ ابن شیخ سلطان محمدؒ ابن شیخ دوست محمدؒ ابن شیخ جلال یکے از خاندان حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی متوفی ۶۶۶ھ۔ آپ کے ایک مورث اعلیٰ شیخ مکھو مینری تھے۔

آپ نے مقامی علماء سے تعلیم پائی۔ اس دور میں قطعات تاریخ لکھنے کا شوق تھا۔ آپ کے دو قطعات وفات نامہ[۲] بزرگان سے نقل کئے جاتے ہیں۔

آپ کا انتقال ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں ہوا۔

(۱) قطعہ تاریخ رحلت حضرت سید شاہ غلام حسن چنڈھوسی سہروردیؒ ابن شاہ عرب چنڈھوسی سہروردیؒ

شیخ غلام حسن شیخ عصر	بست و ششم از مہ ثانی جمید
کرد سفر۔ ملہم غیبی بگفت	آہ دریغ ایں چہ مصیبت رسید
	۱۲۲۰ھ

(۲) ز تاریخ آں صاحب و الممنن ندائے خرد شد۔ غلام الحسنؒ

۱۲۲۰

---

[۱] حضرت شاہ نسیم اللہ گوشہ نشینؒ کے نام شاہ عالم بادشاہ غازی کا ایک فرمان نظر سے گذرا ہے جس میں چار آنہ یومیہ آپکی خدمت میں پیش کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔

[۲] وفات نامہ قلمی۔

دیوان یٰسین منیری

شیخ محمد یٰسین نام یٰسین تخلص ابن شیخ بدرالحق عرف خلیفہ بچو ابن شیخ غلام حق ابن کلیم الدین منیری۔

آپ کا خاندان علم و فضل میں مشہور تھا۔ خانقاہ کی طرف سے درگاہ شریف میں عیدین کی امامت آپ کے ذمہ تھی۔ خانقاہ کے انتظامات آپ کے سپرد تھے اس لئے دیوان مشہور تھے۔ آپ کے ایک بھائی حکیم ظہیر الدین عرف ولایت حسین صاحب تھے، جن کی اولاد قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں ہے۔

آپ مرید و فیض گرفتہ حضرت مخدوم شاہ مبارک حسین عرف شاہ دھومن فردوسی منیری قدس سرہٗ سجادہ نشیں درگاہ منیر شریف کے تھے۔

حکیم وارث حسن منیری آپ کے نسبتی بھائی تھے، آپ کو اولاد نہیں ہوئی سنہ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء سے پہلے آپ کا انتقال ہوا۔

چند قطعات تاریخی وفات نامہ بزرگان (قلمی[۵]) سے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) قطعہ تاریخ زوجۂ اولیٰ شیخ بدرالحق عرف خلیفہ بچو مرحوم۔

زوج اولیٰ خلیفہ بدرالحق چوں ز دنیا گذشت با ایماں
حور و غلماں ز سالِ رحلتِ او نوحہ کردند ہائے فی الرضوان

۱۲۱۱

---

۵ وفات نامہ قلمی

(۲) قطعہ تاریخ کتاب قرابادین تصنیف حکیم جواد علی منیری

پئے تصنیفے نکو جواد علی کرد — نیامد در نگاہم این چنیں غیر
کسے خواہد کہ داند علم طب را — بہ گلستانِ اوراقش کند سیر
رسائی او چو پرسیدند از من — رقم کردم — قرابادین بالخیر

۱۲۱۱

(۳) قطعہ تاریخ وفات شیخ ریاض الدین ابن شیخ بدر الحق منیری

روز دوشنبہ یازدہم ماہ عید بود — کز این جہاں وداع ریاض دیں شدہ
ہاتف ز روئے کرب بہ یٰسین بدیہہ گفت — تاریخ رحلتش کر — بخلد بریں شدہ

۱۲۲۷ھ

(۴) قطعہ تاریخ وصال حضرت قدوۃ السالکین شاہ محمد مبارک حسین عرف شاہ دھومن فردوسی رحمۃ اللہ علیہ۔

قبلۂ قطب زماں قدوۂ مخدوم جہاں — آنکہ از وصلِ حق محو تجلی بودہ
شاہ دھومن بہ شرف دولت قرب احمد — چوں بفردوس ز گیتی بہ تسلی بودہ
گفت یٰسین ز تاریخ بہ فیض ملہم — وارثِ حالِ نبی عارفِ کلی بودہ

۱۲۳۶ھ

(۵) قطعہ تاریخ وفات شیخ بدر الحق عرف خلیفہ بچہ مرحوم

حیف بدر الحق چو رفتہ زین جہانِ بے ثبات — حق تعالیٰ داد در جنت مقامِ صالحون
گفت سالِ رحلتش رضوان سرِ طوبیٰ گرفت — موت برحق آمدہ انا الیہ راجعون

۱۲۳۴ — ۹ = ۱۲۴۳

(۶) قطعہ تاریخ رحلت شاہ لطف علی فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ

چو رحلت زیں جہاں لطفِ علی کرد — بہ جنت اہتمامِ ہر ولی شد
بہ یٰسین گفت رضوانِ سالِ رحلت — بہشت آباد از لطفِ علی شد

۱۲۵۶ھ

حکیم جمال الدین حسین

حکیم جمال الدین ہاشمی قادری منیری ابن حکیم جواد علی ہاشمی منیری ابن شیخ لطف علی ابن شیخ رجب علی ابن قاضی طا مبین ابن شیخ امان اللہ۔

آپ کی تعلیم اپنے والد ماجد اور مقامی اہل علم سے ہوئی، مزید تعلیم کے لئے جناب مولانا حافظ شاہ عبد الغنی منعمی پھلواروی متوفی سنہ ۱۱۹۰ھ سے تفسیر حدیث وغیرہ کی تکمیل کی۔ مرید بھی آپ سے ہیں۔ اپنے والد ماجد سے علم طب کی تحصیل کی۔ مطب میں بیٹھنے لگے کتابوں کی نقل اور مطالعہ کا شوق تھا درس وتدریس کا بھی مشغلہ رہا موتیہاری میں کچھ دنوں تک مطب کا سلسلہ جاری رہا پھر مستقل طور پر منیر میں رہے۔

آپ کی شادی شیخ احمد علی بن شیخ مجان علی بن طا مبین بن شیخ امان اللہ کی لڑکی سے ہوئی۔ حضرت شاہ علیم الدین حسین سے بعض دعاؤں کی اجازت تھی۔

آپ کی قلمی بیاض پیش نظر ہے، جس میں اذکار، شجرہ، دعائیں وغیرہ ہیں۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں مولوی احمد کبیر حیرت پھلواروی مصنف "تاریخ التکملہ" ہیں۔

آپ کا انتقال ۱۷؍ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء میں ہوا۔ حلقہ درگاہ مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی منیری میں مدفون ہیں۔

قطعہ تاریخ رحلت از مولوی احمد کبیر حیرت پھلواروی۔

(۱)

خرد پرور مولوی و حکیم — کہ نامش جمال الدین اے اہل دیں

چو او زیں جہاں رخت ہستی ببست — برافگند محمل بہ خلد بریں
بگفتند اندر جناں مومناں — کہ بس آمد ایں تحفۃ المومنین[1]

۱۲۸۳ھ

(۲)

چوں تجلۂ من طیب عدانا — کان عابد عالم الغیوب است
حقا کہ جمال اسم او را — با دیں حسین ربط خوب است
ما بین جمال و دیں الف لام — آیے کہ وجودش از وجوب است
وصفش بجہات من چہ گوییم — ظاہر ز شمال تا جنوب است
بر جستہ بہم کہ بست عقد نقش — از آب حیات آب خوب است
آمد چو بکوہ آفتابش — دانست کہ مائل غروب است
بر بست ز دہر رخت ہستی — بکشاد بخلد زانکہ خوب است

سالش بنوشت حور کیں مرد
در اصل مفرح القلوب است

۱۲۸۴ھ

(۳)

رفت چوں مولوی جمال الدین — زیں سرائے سپنج سوئے سما
سالِ ترحیل گفت ہاتفِ غیب — یا ارحم رفت مولوی ز سرا

۱۲۸۴ھ

آپ نے ایک قصیدہ فارسی (مرقومہ ۱۰ رنومبر ۱۸۴۲ء) میں مسٹر اغستن کٹ برٹ صاحب حاکم عظیم آباد کی تعریف میں لکھا ہے جو ذیل میں آپ کے

۱؎ تاریخ کملا جلد دوم مطبوعہ یونینی پریس [illegible] بانکی پور پٹنہ ۱۳۰۲ھ

نوشتہ سے اس کا اقتباس یہ ہے۔

(۱) انیس مسیح و ثانی قراں — شناسندہ اعجاز موسی زماں
تولائے مریم ہتو ختم شد — یمین و یسار و نہر کس عیاں
برآرندۂ حاجت خاص و عام — رہانندہ افلاس ہر مفلساں

(۲) قطعہ تاریخ وفات قاضی محمدؐ رافق بھاگل پوری صدر اعلیٰ۔

قاضی رافق کہ بود، پیر ہدیٰ — منبع جود و لطف و بحر سخا
سالِ تراحیل ہاتفم گفتا — شدہ واصل بہ بارگاہِ خدا
یا چو زاید کنی بلفظ خدا — سن ہجری ترا شود پیدا

۱۲۸۰ + ۹ = ۱۲۸۲

شاہ خلیل الدین احمد جوشش منیری

برخاستیم از ورق دہر چوں نگیں

از نام ماند جوشش بعالم نشانِ ما

ابونصر سید شاہ خلیل الدین احمد فردوسی جوشش تخلص ابن شاہ اصغر ابن شاہ عزیز اللہ۔ آپ کے والد شاہ اصغرؒ کی شادی حضرت شاہ لطف علی[۱] منیریؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ قیام نانہال ہی میں رہا۔

تعلیم و تربیت منیر ہی میں ہوئی، شاعری کا فطری ذوق تھا، پہلے عبد الغفور نساخ سے اصلاحیں لیں بعد میں سید فرزند احمد صفیر[۲] بلگرامی کے شاگرد ہوئے۔

سخن شعرا[۳] میں ہے۔

"جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملہ سررشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندہ منیر ضلع پٹنہ اولاد میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ العزیز کے، راقم کے احباب میں ہیں۔ ہر دو زبان فارسی اور اردو میں شعر اچھا کہتے ہیں، مونگیر رہنے کے ہنگام میں کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے۔"

۱؎ آپ کا ذکر گذشتہ صفحہ میں گذر چکا ہے۔

۲؎ رحلت ۲۲ رمضان ۱۳۰۷ھ آرہ

۳؎ سخن شعراء نساخ مطبوعہ ۱۲۹۱ھ صفحہ ۱۵-۱۶۔

خمخانۂ جاوید میں ہے [1]

"جوشؔ شاہ خلیل الدین احمد جوشؔ محرر رجسٹری ضلع مونگیر شاگرد نساخ خلف مولوی شاہ محمد ضمیر باشندہ مونگیر [2] ضلع پٹنہ حضرت مخدوم شرف الدین احمدؒ کی اولاد میں تھے، ۱۲۷۵ھ میں موجود تھے یہ ان کا کلام ہے ؎

لن ترانی کی نہ لیں جوشؔ سے کچھ یاد بھی ہے
اس نے دیکھا نہیں پردے میں حضور آپ نے کیا

مرزا غلام حیدر مجروحؔ عظیم آبادی نے ایک قطعہ میں شاگردانِ صفیرؔ بلگرامی کے نام دیئے ہیں اس میں اپنی شاگردوں کو جگہ ملی تھی جن پر صفیرؔ بلگرامی نے برسوں محنت کی، ان میں ایک شعر جس میں جوشؔ کا ذکر ہے، یہ ہے ؎

احسن و جوشؔ و حیرت و فیاض
ہم طبیب و متین نیک نہاد

ایک دوسرے مشاعرے میں جوشؔ نے کہا کہ شاعر ہم اس کو مانیں گے جو خنجر تہ خنجر باندھ کر دکھلائے۔ صفیرؔ بلگرامی نے بلا فکر فی البدیہہ غزل کہی۔ ایک شعر جس میں جوشؔ کا ذکر ہے یہ ہے ؎

ہے جوشؔ کو دعویٰ کہ میں شاعر اسے سمجھوں
باندھے جو کوئی قافیہ خنجر تہ خنجر

قطعہ میں دیئے گئے شعراء کے حالات میں لکھتے ہیں۔

---

[1] خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۸۵-۸۶

[2] یہ منگیر کی تصحیف ہے۔

جوشش شاہ خلیل الدین احمد عرف شاہ خلیل خلف شاہ محمد اصغر منیر شریف ضلع پٹنہ ان کو خواجہ سخن دہلوی، بابو مہدی بخش تسلیم عظیم آبادی کا شاگرد لکھتے ہیں اور جناب نساخ ان کو اپنا شاگرد بتاتے ہیں۔

سخن کی روایت میں کلام ہے، نساخ کا بیان صحیح ہے، کیونکہ نساخ کچھ دنوں کے لئے مونگیر میں تھے ان کے جانے کے بعد مونگیر ہی میں جناب جوشش حضرت صفیر بلگرامی کے شاگرد ہوئے [۱]۔

"تذکرۃ المعاصرین" میں نساخ لکھتے ہیں۔

"شاہ خلیل الدین احمد مرحوم سر رشتہ محکمۂ عدالت ضلع مونگیر میں ملازم تھے، والد کا نام شاہ محمد اصغر مرحوم باشندہ قصبہ منیر ضلع پٹنہ ان کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ سے ملتا ہے، میرے قیام مونگیر کے زمانے میں جوشش فارسی اور اردو میں طبع آزمائی کرتے تھے، اور مجھ سے اصلاح لیتے تھے، علم موسیقی میں بھی دستگاہ تھی۔ کلام بامزہ ہے۔ راقم کے دوستوں میں تھے۔" [۲]

حضرت جوشش منیری کے نواسہ جناب شاہ محمد عثمان رخشاں ابدالی مرحوم رقمطراز ہیں۔

"میں بھی اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ دونوں کے شاگرد تھے، نساخ کے کچھ عرصہ کے لئے اور صفیر سے مستقل تعلق رہا، اس کی تصدیق کے لئے میں نے داخلی شہادت کے حصول کی غرض سے آپ کو لکھا تھا" (نامہ گرامی ۱۹ جولائی ۱۹۶۹ء)

۱؎ ماہنامہ ندیم گیا بہار نمبر ۱۹۳۵ء ص ۱۹۹

۲؎ تذکرۃ المعاصرین نساخ۔ اردو مترجمہ عطا کاکوی صفحہ ۳۱-۳۲ مطبوعہ

نمونہ کلام فارسی

اے ناخدائے کشتیٔ عمر روانِ ما — خوش بستہ زتار نفس بادبان ما

بشگفت غنچہ دل ما از ہوائے دوست — شرمندۂ بہار نہ شد گلستان ما

تا باریافتیم بہ بزم جمال دوست — آتش زدند شمع صفت در زبان ما

وا سوختیم و آہ کہ آہے نکرد دل — پوشیدہ ہمچو آتش گل شد دخان ما

سوسن صفت تمام زباں گر شدیم خلق — شرمندۂ سخن نشد اے وا زبان ما

گلہا شگفتہ کرد دل افسردگیٔ جوش — صرف بہار شد ہمہ رنگ خزان ما

اے تافتی زخاک ہوا رلیمان ما — کردی اسیر تا نفس مرغ جان ما

از دل بہ سینہ آمد واز سینہ بر زباں — اے وائے کس مپرس متاع فغان ما

در موجہائے اشک بہ بیں لختہائے دل — از راہ آب می گذرد کاروان ما

قید مکاں برائے چو من بے نشانی است — عنقا صفت بدوش خود است آشیان ما

افزودہ قیمت دلِ ما از شکستگی — نفع تمام تر بود اندر زبان ما

برخاستیم از ورق دہر چوں نگیں — از نام ماند جوش بعالم نشان ما[۵۱]

قطعۂ تاریخ تعمیر خانہ حضرت سید شاہ ابو المظفر امجد حسین فردوسی منیری سجادہ نشین خانقاہ منیر شریف۔

شاہ امجد حسین کرد بنا — خانۂ نو بصد خوش اسلوبی

بہر تاریخ ایں خجستہ مکاں — جوش گفتا کہ خانۂ خوبی[۵۲]

۱۲۷۴ھ

---

۵۱ از تحریر درخشاں ابدالی ۔ ندیم گیا بہار نمبر ۱۹۳۵ء

۵۲ آپ کی تحریر سے نقل کیا۔

کلامِ اردو

کس لئے میری نمازوں پہ ہنسا کرتے ہیں — نہ سہی ۔ گر نہیں ملتی مجھے حور ۔ آپ کو کیا

مقتل میں دیکھے جو مری بیکسی کا حال — بھر آئے چشم جوہرِ شمشیر میں سرشک
دل کو بہایا آنکھوں کو بے نور کر دیا — اے جوش اب ہے جان کی تدبیر میں سرشک

حوروں کا دلا رہا ہے پھر شوق — واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
خوبوں میں نہیں ہے آدمیت — ہے حور کوئی ، کوئی پری ہے
یہ کچھ درد میں کچھ کٹی ہے رستے — ناسور کی طرح زندگی ہے

سایہ کی طرح در پہ تو رہنے دے پایمال — مانا کہ پاسباں کے برابر نہیں ہوں میں [۱]

مرثیہ

آپ کے عہد میں محرم کی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں ، محبانِ اہلِ بیت اطہار علیہ السّلام شوق سے مرثیہ پڑھتے تھے ۔ یہاں بھی کثرت سے مجلسیں ہوا کرتی تھیں ، آپ نے بھی مرثیہ لکھا ہے اکیس بند کا مرثیہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ، پہلا بند بطور نمونہ پیش ہے ۔

---

[۱] از تحریر رخشاں ابدالی ۔

مرثیہ

جب چلا مشک و عَلم عباسؑ کا سوئے فرات
تب سکینہ نے دُعا کے یوں اٹھائے ہات
یا الہ العالمین از بہر شاہِ کائنات
ہو نہ سقائے حرم پر دشت میں کچھ واردات
خیر سے پہونچے نہ کوئی دشمنِ جانی ملے
ساقیِ کوثرؐ کے صدقے میں اوسے پانی ملے

آپ کو بیعت و اجازت حضرت ابوالظفر سیّد شاہ قطب الدّین احمد فردوسی منیری قدس سرہٗ سجادہ نشیں درگاہ منیر شریف سے تھی۔

آپ کا وصال سنہ ۱۲۹۱ھ مطابق سنہ ۱۸۷۴ء میں منیر شریف میں ہوا۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری قدس سرہٗ کی درگاہ میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ وفات

از احتشام الدّین حیدر مشرقی منیری مرحوم

والد ماجد من شاہ خلیل الدین جوشش	آنکہ در جود و سخا صاحب ہمت بوداست
بود خوش فکر سخنور بہ زبانِ اردو	فارسی را ہم از و حُسن فصاحت بوداست
گرچہ مشغول بہ اسباب بہ ظاہر می بود	لیک از ان خدمت خلقش ہمہ نیت بوداست

عادتش بود برآوردن کار محتاج نیز بیزار ز بنهادن منت بود است
هم ازیں است کہ با توبہ و با استغفار اللہ اللہ بہ زبانش دم رحلت بود است
وین عجب نیست ازاں رو کہ کف خاکش را از در پیر شرف نسبت دولت بود است
ہمہ شاداں بہ سوئے روضۂ فردوس شتافت گوئی آں شب پئے او روز مسرت بود است
مشرقی سال وفاتش چو ز دل خواست سروش
گفت۔ چوں اہل یقیں صاحب جنت بود است

۱۲۹۱ھ

لعل محمدؒ

لعل محمدؒ نام وطن منیر شریف۔ محلہ کٹہرہ۔ اہل علم و صاحب رشد و ارشاد تھے۔ آپ کی قیام گاہ دینی درس گاہ تھی، طلبا آتے اور علم حاصل کرتے تھے،

مرید و فیض گرفتہ حضرت ابو الظفر سید شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشیں درگاہ منیر شریف کے تھے، ذاکر و شاغل و صاحب کیف تھے۔ کتب بینی محبوب مشغلہ تھا۔ آپکے ایک صاحب زادے مولوی نذیر الدین تھے۔ ان کا بھی پیشہ معلمی تھا۔ مکان ہی پر مکتب تھا۔ آخر عمر تک یہی مشغلہ رہا۔ ان کے ایک صاحبزادے مولوی شرف الدین تھے۔ وہ بھی بچوں کو پڑھاتے تھے۔

مولوی لعل محمدؒ صاحب کی بیاض نہ مل سکی چند خطوط آپ کے پیر و مرشد کے نام ملے ہیں۔ مولوی سید مرتضیٰ صاحب منیری سے آپکے حالات اور یہ دو اشعار جو ان کو یاد تھے ملے ہیں۔

کلام فارسی

سوزم اندر آتش ہجرت چو شمع — گر نمی آئی ہمیں دم جاں دہم
مژدۂ وصل تو خواہد لعل تو — انچہ می خواہی تو از من آں دہم

یکم ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں وصال ہوا، حلقہ درگاہ حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغینانی منیریؒ میں دفن ہوئے۔

شاہ امجد حسینؒ

حضرت سید شاہ امجد حسین چشتی الفردوسیؒ ابن حضرت سیّد شاہ محمد سلطان چشتی قدس سرہٗ - آپ خویش و جانشین حضرت قدوۃ العارفین سیّد شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیری قدس سرہٗ سجّادہ نشین درگاہ منیر شریف کے تھے۔ علوم ظاہری کے ساتھ باطنی اسرار سے باخبر تھے۔ اپنے ہم عصر مشائخ میں بلند درجہ رکھتے تھے۔

سنہ ۱۲۸۰ھ میں حضرت سیّد شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۰ھ) کے وصال کے بعد خانقاہ منیر شریف کے سجّادہ نشین ہوئے۔ اکیس سال سجادہ مخدوم پہ زینت افروز رہے۔ ۲۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ...... سنہ ۱۸۸۴ء میں دارالبقا کی طرف رحلت فرمائی حضرت مخدوم قطب الاقطاب شاہ دولت منیری قدس سرہٗ کی درگاہ میں قبر شریف ہے۔

قطعہ تاریخ رحلت

از صوفی منیری[1]

شہ امجد حسین با صفا را | زدنیا در حریم راز بردند
بفکرِ سال نقاش گفت ہاتف | بخلدش زود با اعزاز بردند

۱۳۰۲ھ

آپ کے وصال کے بعد سجادۂ حضرت مخدومؒ پر آپ کے صاحبزادے حضرت

---

[1] آپ کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ہے۔

ابوالنظفر سید شاہ فرید الدین احمد فردوسی منیریؒ ادوتق افروز ہوئے۔ حضرت شاہ امجد حسین منیریؒ نے اپنے صاحبزادے کے لئے عشق نامہ تحریر فرمایا تھا آپ ہی کے نوشتہ[1] سے نقل کیا جاتا ہے۔

عشق نامہ

تخت رب العالمیں عز و علا کو عشق ہے — اور ختم المرسلیں خیر الوریٰ کو عشق ہے

احمد مرسل رسولِ کبریا کو عشق ہے — خاتم الخلفاء علیؑ و مرتضیٰ کو عشق ہے

نور عینین علی لخت جگر بنت رسول — سید الشہداء شہید کربلا کو عشق ہے

حضرتِ سجاد صابر شاکر و راضی بحق — باقر و جعفر امام پیشوا کو عشق ہے

موسیٰ کاظم امام و وارثِ حال نبیؐ — پیشوائے دو جہاں موسیٰ رضا کو عشق ہے

کاشفِ سرِّ خفی و واقفِ رمز جلی — وہ تقی با نقی اہلِ صفا کو عشق ہے

پیشوائے اہل عرفاں مقتدائے سالکاں — عسکری و مہدیؑ دیں پیشوا کو عشق ہے

بیان خانوادہ چہاردہ

خانوادوں کا میں اب اس جا سے کرتا ہوں بیاں — سالکانِ مسلکِ فقر و فنا کو عشق ہے

خانوادہ چہاردہ میں مقتدائے اہلِ فقر — حسن بصری پیشوا و مقتدا کو عشق ہے

دو خلیفہ حسن بصری کے ہیں با عز و وقار — جس کے سلک پاک کا شاہ و گدا کو عشق ہے

ایک حبیب عجمی ہیں اور عبد واحد دوسرے — دونوں خلفائے طریقت اہتدا کو عشق ہے

خانوادہ نو ہوئے جاری حبیب عجم سے — اولیں حبیبیان با صفا کو عشق ہے

دوئمی بازید بسطامی سے ہے طیفوریہ — طبقۂ طیفوریان با نوا کو عشق ہے

خانوادہ سوئمی معروف کرخی سے ہوا — سری سقطیؒ چہارم پیشوا کو عشق ہے

---

[1] نوشتہ ۱۸؍شعبان المعظم روز سہ شنبہ ۱۲۹۴ھ

خانوادہ پانچواں ہے خواجہ جنید سے — شہریار گازرونی پیشوا کو عشق ہے
خانوادہ ہفتمیں بو یوسف طرطوس سے — ہشتمیں فردوس نجم الاولیاء کو عشق ہے
ہیں نویں اس خانوادے کے جواب نور و فیا — بو نجیب سہروردی رہنما کو عشق ہے
ہو چکی تفصیل ان نو خانوادوں کی تمام — خانوادے پانچواں کے پیشوا کو عشق ہے
مقتدائے زیدیاں ہیں عبد واحد بن زید — خواجہ فضیل تاج الاولیاء کو عشق ہے
خواجہ ابراہیم بن ادہم سے شاخ ادہمیاں — خواجہ ہبیرہ بصری باصفا کو عشق ہے
ہیں ابو اسحاق مصری پیشوائے چشتیاں — جس کے فیضِ عام کا شاہ و گدا کو عشق ہے
رحمۃ اللعالمین اور شافع روزِ جزا — مصطفٰےؐ و مرتضیٰؓ آلِ عبا کو عشق ہے
ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ اصحاب نبیؐ — حیدر کرار چارم پیشوا کو عشق ہے
روزِ محشر بخش دے گا ہم کو بے جرم و خطا — احمد مرسل کا اپنے کیا خدا کو عشق ہے

خادم الفقراء فرید ساکن حضرت منیر
اس فقیر احقر کا جملہ پیشوا کو عشق ہے

واعظ منیری

ایک قلمی مجموعہ اشعار جس کے چار سو صفحات ہیں اس میں حضرت حافظ، خسرو، مولانا وحید، ظفر، آتش، جرأت، وزیر علی، مومن، سودا، غالب، انیس لکھنوی، ظہور لکھنوی، واعظ منیری، رالیحق منیری، معز منیری، وغیرہ کا کلام ہے، مولانا وحید کی ۳۲ غزلیں، واعظ منیری کی اکہتر غزلیں ہیں۔

اس مجموعہ میں مختلف اوراق میں سنہ کتابت ۱۲۹۱ھ، ۱۲۹۳ھ، سنہ ۱۸۷۵ء، سنہ ۱۸۷۷ء لکھا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واعظ منیری اسی زمانہ میں تھے، واعظ منیری کا ایک شعر ہے ؎

ہوئی ہے فکر جو تجھ کو دفع ہوگی ابھی واعظ
ابد اوستاد کا اپنے ذرا جھک کر قدم لے لو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحیم ابد عظیم آبادی کے شاعری میں شاگرد تھے، عبدالرحیم ابد کی ساٹھ غزلیں اس مجموعہ میں ہیں۔ ابد کا ایک شعر ہے ؎

جان قالب میں تب اوس وقت ابد کی آتی
بو تری باد صبا بھی جو کہیں سے لائی ہوتی

واعظ منیری کے حالات نہیں مل سکے، چند اشعار یہ ہیں۔

ہمارا رہنما وہ شاہِ دیں ہے — کہ جس کا فرشِ رہ عرشِ بریں ہے
لکھیں کیا وصف اوس کا ہم کہ جس کا — ثنا خواں خالق دنیا و دیں ہے
تجھے ہے فکر کیا محشر کی واعظ — ترا تو رہنما والی دیں ہے

مرا محبوب بہتر ہے جہاں سے   ملک سے، چمن سے اور حورِ جناں سے
کرے جو وصف اُس نورِ خدا کا   زباں لاوے بشر ایسی کہاں سے

میرے مہرد کے مقابل گرچہ آئے آفتاب   اپنا منھ لے کر وہیں مغرب کو چلا جائے آفتاب

کرے نہ جان وہ کیوں کر فدا کہو تو سہی   لگی ہو عشق کی جس کو ہوا کہو تو سہی
جہاں اندھیر نہ کیوں ہو نگاہ عاشق میں   جو ڈالو چہرہ پہ زلف دوتا کہو تو سہی
پڑے تڑپتے ہو بسمل سے کیوں میاں واعظ   یہ کس کے عشق نے کاٹا گلا کہو تو سہی

اسی قلمی مجموعہ میں مولانا وحید کی ایک غزل اسی قافیہ ردیف میں ہے۔ واعظ نے بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی تین غزلیں ہیں، مولانا وحید کے دو اشعار یہ ہیں۔

نہ ڈالو چہرہ پہ زلفِ دوتا سنو تو سہی   نہ لاؤ چاند پہ کالی گھٹا سنو تو سہی
گلے وحید سے آکر ملو ہنسو، بولو   نہ بیٹھو اٹھ پھر یوں خفا سنو تو سہی

رالیف منیری

قلمی مجموعہ اشعار میں حضرت حافظ، حضرت خمسہ، ظفر، وحید، انیس لکھنوی، ظہور لکھنوی، آتش، جرأت، مصحفی، وزیر علی، غالب، واعظ منیری وغیرہ کی غزلیں ہیں۔

اسی مجموعہ میں رالیف منیری کی کچھ غزلیں ہیں۔

نمونۂ کلام

دیکھ لے قمری اگر اوس سرو قامت کو اک نظر
بھول کر بھی وہ نہ دیکھے سرو بستاں کیطرف

قمریوں میں مخل ہوا اور لڑ گیا اون کا نصیب
جبکہ وہ شمشاد قد آیا گلستاں کیطرف

محفل جاناں کی آرائش مجھے یاد آگئی
سیر کو جب دم چلا سرو چراغاں کیطرف

دل کو بھاتی ہے ادا آہو نگاہی یار کی
لے چلی ہے مجھ کو وحشت اب بیاباں کیطرف

رالیف منیری کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

معزؔ منیری

قلمی مجموعہ اشعار جس میں واعظؔ منیری کا کلام ہے اسی مجموعہ کے صفحہ ۹۱ میں معزؔ منیری کی ایک غزل ہے۔ حالات معلوم نہ ہو سکے۔ واعظؔ منیری کے رفیقوں میں اور عبد الرحیم بدؔ عظیم آبادی کے شاگردوں میں ہوں گے۔ اس غزل کے سات اشعار ہیں کلام صاف ہے :-

اک قطرۂ آنسو ہے سمندر مرے آگے
اک گشت ہے اس چرخ کا چکر مرے آگے

شمشیر بکف ہو کے جب آتا ہے وہ خورشید
مریخ کا ہوتا ہے قلم سر مرے آگے

کیا شان فریدوں جو کرے چوں مرے نزدیک
کیا تاب جو دم مارے سکندر مرے آگے

رکھے ہے مجھے کفر مگر کھینچے ہے ایماں
آذر مرے پیچھے ہے پیمبر مرے آگے

مداح ہوں میں دُرجِ حقیقت کے گہر کا
اشعار دُر افشاں ہیں سراسر مرے آگے

میں خوش نہیں ہوتا ہوں خوشامد منشوں سے
گر لا کے رکھیں مدح کا دفتر مرے آگے

فریاد مرے درد کی اب عرش سے گذری
خوں روتا ہے نہ۹ طارمِ اخضر مرے آگے

میر خدا بخش

آپ کی اصل موضع[1] دنیانا ضلع پٹنہ ہے۔ موضع دنیانا میں حضرت عیسیٰ[2] تاج بیابانی رحمتہ اللہ علیہ یکے از خاندان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اگلے وقتوں میں یہاں مختلف سلاسل کی خانقاہیں تھیں۔ قدیم نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بہت سے بزرگوں کے مزارات تھے۔ کچھ نشان ابھی بھی پائے جاتے ہیں۔ آپ کے بزرگان محلہ ہدہ منیر میں آباد ہو گئے۔

آپ کے ایک بھائی میر غلام شرف منیری کے لڑکے میر جمال الدین منیری اور میر نظام الدین منیری تھے۔ ان کے خاندان کے افراد یہاں ہیں دوسرے بھائی میر غلام نجف منیری تھے۔ ان کے بیٹے دوسری جگہوں میں آباد ہو گئے۔

میر خدا بخش منیری کا انتقال تقریباً ۱۳۰۵ھ میں ہوا۔
وفات نامہ بزرگان میں ذیل کا قطعہ تاریخ ہے، اور کوئی کلام نہ مل سکا۔

---

[1] دنیانا ضلع پٹنہ، منیر سے بارہ میل دکھن ہے۔ بکرم کے قریب ہے۔
[2] قدیم کاغذات سے اسی قدر معلوم ہو سکا۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ لطف علی فردوسی منیری رحمۃ اللہ علیہ ۔

کرد رحلت چو شاہ لطف علی ‏ ‏ ‏ ‏ قطب اقطاب عارف برحق

سال تاریخ رحلتش ہاتف ‏ ‏ ‏ ‏ از سر جہد گفت مظہر حق

۳ ‏ ‏ ‏ ‏ ۱۲۵۳+۳=۱۲۵۶

صوفی منیری

سید شاہ فرزند علی نام صوفی تخلص ابن شاہ محمد علی ابن شاہ احمد علی شرف آباد بارتھو دین پن ضلع پٹنہ) آپ کے والد کی شادی حضرت شاہ لطف علی فردوسی منیری کی صاحبزادی سے ہوئی ۔

آپ منیر میں رہے ۔ ۹ر شوال المکرم ۱۲۵۳ھ میں صوفی منیری کی ولادت ہوئی ۔ خود فرماتے ہیں ۔

درد ل شب بہ نہم شب زہہ عید الفطر
شب شنبہ جو فگندند بہ غربت مارا
گفت "لخت جگر و مظہر حق" خواجہ ما
۱۲۵۳ھ ۱۲۵۳ھ
شاہ اولاد علی سال ولادت مارا

ابتدائی کتابیں منیر میں پڑھیں عربی مولوی حسام الدین اور مولوی فیض اللہ پشاوری سے پڑھی فن شاعری میں مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کے شاگردوں میں تھے ۔

حکیم سید احمد اللہ ندوی رقم طراز ہیں کہ

"آپ کو ادب کا فطری ذوق تھا، اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے ۔ نظم و نثر فارسی و اردو دونوں زبان میں مہارت حاصل تھی ۔ فارسی اور اردو نثر اور نظم میں

غالب دہلوی مرحوم سے تلمذ تھا۔"[1]

آپ کی تصانیف میں وسیلۂ شرف، ذریعۂ دولت، راحت روح، سرود مستاں، ارمغان، عروۃ الوثقی، لواء الحمد، اصول تکسیر، مصطلحات المتصوفین وغیرہ ہیں۔

آپ کے حالات اور شاعری کا متعدد کتابوں میں ذکر آچکا ہے۔ آپکا انتقال ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ میں اسلام پور (ضلع نالندہ) میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔[2]

کلامِ فارسی

سوئیم سگ کوئے تو کہ در گزر خویش
از لخت جگر پیش کنم ماحضر خویش

پابند سر زلف تو گشتم بہ نگاہے
دام رہ خود گشتم شدہ تار نظر خویش

دل برد ز من حسن مزار شرف الدین
پیدا است ازیں روضہ بہار شرف الدین

شد زندہ ہر آں مردہ کہ جا یافت بہ کویش
فردوس بریں است جوار شرف الدین

سائیم بہ درش جبہہ کزیں داغ بہ محشر
زود آمدہ باشم بہ شمار شرف الدین

گیرد مگر او دست دریں عجز کہ صوفی
افتادہ سر راہگذار شرف الدین

در سینۂ دل تپاں نہ گنجد
لازم بہ دروں ازاں نہ گنجد

بر عکس خود شں نگاہ صوفی
چوں سایہ کہ درمیاں نہ گنجد

آپ کو قطعہ تاریخ لکھنے کا خاص ملکہ تھا، آپ کی جودت طبع کا ایک نمونہ

---

[1] تذکرہ مسلم شعرائے بہار (جلد سوم) مولفہ حکیم سید احمد اللہ ندوی صفحہ ۶۲-۶۱

[2] انوار ولایت صفحہ ۱۲ مولفہ حضرت شاہ عبد القادر اسلام پوری"

شاہ اعظم علی عرف شاہ بھیکن منیریؒ کا قطعہ رحلت ہے۔ گذشتہ صفحات میں ذکر گذر چکا ہے۔ اس قطعہ سے سات سو تیس ۷۳۰ طرح سے سن وصال نکلتا ہے۔ ذیل کا قطعہ بھی کمالِ فن کی دلیل ہے۔

قطعہ تاریخ وصال حضرت ابوظفر سید شاہ قطب الدین احمد فردوسی منیریؒ سجادہ نشین درگاہ منیر شریف۔

قیامت در منیر آمد عیاں شد — کہ قطب الدین احمد از جہاں شد
رہے قطبے کہ دین نازد بہ ذاتش — موافق آمد اسمش با صفاتش
چہ نام است ایں کہ از فیض کمالش — بود ہر لفظ تاریخ وصالش
ہر اعدادے کہ خواہی اے گہر سنج — مضاعف ساز وافزوں کن دراں پنج
بدہ در دہ تو ضرب آں را و بشمر — بروں کن بست بست از وے سراسر
بماند ہر چہ باقی حسب ابجد — بکن تو ضرب آں در دین احمد
چو قطب آمد درو از اسم سامیش — برآمد سال، ہمچوں نام نامیش[1]

۱۲۸۲ھ

حضرت صوفی منیری کے تلامذہ میں[2] مشرقی منیری، شاہ اکرام الدین، عرفاں رئیس اسلام پور شامل ہیں۔ آپ کے خلف اوسط حکیم شاہ محمد عمر عامر اسلام پوری بھی آپ سے اپنے کلام پر اصلاح لیتے تھے۔

نمونۂ کلام یہ ہے۔

خوش ہوں جنوں سے میں کہ وہ کرتے ہیں التفات — ہے صبح عید چاک گریباں کہیں جسے

---

[1] وفات نامہ قلمی

[2] تذکرہ مسلم شعرائے بہار (جلد سوم) مولفہ حکیم سید احمد اللہ ندوی صفحہ ۶۴

صوفی بتائے منزلِ جاناں کی راہ کون اب چپ ہے وہ جرسِ دلِ نالاں کہیں جسے

ہاتھ سے تیرے مجھے شربت و زہر ایک ہے چاہئے تیری نظر رحمت و قہر ایک ہے

دل میں ہے سوز و الم آہ و فغاں ہو کہ نہ ہو گھر میں جب آگ لگے کہئے دھواں ہو کہ نہ ہو
برہمن دیر بناتا ہے تو زاہد مسجد سِدّرہ کہئے یہ دیوار مکاں ہو کہ نہ ہو
مست رکھتی ہے مجھے گردشِ چشمِ ساقی ساغر بادہ برابر ہے رواں ہو کہ نہ ہو
مستیٔ اہلِ خرابات ہے اس میں صوفی تیرے اشعار پہ دل وجد کناں ہو کہ نہ ہو

کوچۂ یار اپنا مسکن ہے ہم جو بلبل ہیں تو یہ گلشن ہے
اے جنوں ہاتھ مت بڑھا کہ یہاں نہ گریبان ہے، نہ دامن ہے
خلشِ خارِ غم سے صورتِ گل چاک چاک اپنے دل کا دامن ہے
یوسفستان ہوا ہے خانۂ دل اس میں تو جب سے جلوہ افگن ہے
ہے یہ روضہ منیر کا فردوس صوفی اب ہم کو فکرِ مُردن ہے

لئے جس دم در دولت پہ زمیں کے بوسے بخت نے میرے لئے میری جبیں کے بوسے

شاہ فصیح الدّین شطاری عشقی

شاہ فصیح الدّین حسین شطاری عشقی ابن شاہ عظیم الدین حسین امیری۔ آپ کو شاعری کا ذوق تھا فی البدیہہ اشعار کہتے۔ بذلہ سنج اور طباع تھے۔ مرثیہ خوانی کا شوق تھا۔ عزہ کی مجالس میں خوب مرثیہ پڑھتے۔ کبھی مرثیہ لکھتے بھی تھے۔ بائیس اشعار کا آپ کا مرثیہ ۱۲۹۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے منتخب چند اشعار مندرج ہیں۔

مرثیہ

شاہ کہتے تھے سلامی ہمیرے داور کیا ہے — فوج اعدا میں یہ ہنگامہ محشر کیا ہے
بولے شبیر کہ سب قتل ہوئے نور نظر — رن میں جانے کا ترا قصد بھی اکبر کیا ہے
بولے شبیر کہ راضی یہ رضا ہوں اے شمر — ورنہ ملعون شقی کا مرے لشکر کیا ہے
رن میں مستانہ کہا کرتے تھے یہ ابن حسین — دیکھو اعدا مری تلوار کا جوہر کیا ہے
رو کے کہتے تھے یہ جبریل کہ اب ربّ علا — خاتمہ آل نبیؐ کا مرے یکسر کیا ہے

ایک شعر یہ ہے ؎

ترا جھوٹ وعدہ صنم توبہ توبہ — پھر اس پر خدا کی قسم توبہ توبہ

آپ کا انتقال ۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ہوا۔ آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

فرحت حسین خادمؔ

مولوی فرحت حسین نام، خادمؔ تخلص ابن مولوی الفت حسین، وطن منیر شریف محلہ مُہرہ ۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) مولوی ناظر حسین (۲) مولانا حکیم عبدالوحید (۳) مولوی عبدالحمید اور ایک صاحبزادی تھیں

مولوی گوہر علی صاحب کی مسجد میں ایک مشاعرہ ۱۳۱۵ھ میں منعقد ہوا مصرع طرح تھا ؎

ہم تلاشِ یار میں ہیں گھر سے باہر ان دنوں

اس مشاعرے میں بیرونی شعرا بھی شریک تھے ۔ مقامی شعراء میں حضرت مشرقی منیری، مولوی مقبول احمدؔ[1] وغیرہ نے بھی شرکت کی ۔ مولوی فرحت حسین صاحب بھی شریک تھے ۔ آپ ایک مکتب میں بچوں کو پڑھاتے تھے ۔ ۱۹۱۸ء یا ۱۹۱۹ء میں آپ کا انتقال ہوا ۔

نمونہ کلام یہ ہے ۔

فارسی

بلبلا در باغ رفتم خارہا نیشم زدند
گر نرفتم نزد خالے کے حسودم می شوند

---

[1] دیکھئے ، کلام مقبول احمد منیری

بس خطا کردی کہ راہ پُر خطر نشناختی
چشم و گوش ہم داشتہ پا در خطر انداختی

خار ما خواہی گلِ مقصد بدست آید شتاب
بر کسے منت منہ در خار می باشد گلاب

اردو

خطا سے بھرا ہے یہ کاغذ سفید — ہے اہلِ خرد سے عفو کی امید
کیا بھروسہ ہے خلوصِ وقت کا — دوستی میں بھی چھپی ہے دشمنی

مولوی مقبول احمد

مولوی حکیم مقبول احمد منیری ابن مولوی رحیم بخش منیری آپ یہاں کے اہل علم میں تھے، عربی و فارسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی گلستاں بوستاں، والد ماجد سے پڑھی۔ فن طب، فن رمل، فن جفر، فن تکسیر میں بہت ماہر تھے، آپ کے گھر میں کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا جس میں ہر فن کی کتابیں تھیں۔ آخری وقت میں مستقل یہی قیام فرمایا، آپ کی بیاض نظر سے گذری ہے۔ جس میں نسخے وغیرہ ہیں۔ مولوی عبد العزیز شاہد منیری جن کا ذکر اسی تذکرہ میں ہے ان سے غایت خلوص تھا، ان سے خط وکتابت عربی میں ہوا کرتی تھی۔ بعض مضامین فارسی کے بھی نظر سے گذرے جو انشاپردازی کا بہتر نمونہ ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے مولوی منظور احمد مرحوم تھے۔ جن کے لڑکے عبد المنّان ایم۔ اے تھے۔

آپ کی مہارتِ طب کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ یہاں ایک مشہور حکیم عبد الحلیم صاحب تھے۔ ان سے چشمک رہا کرتی تھی، انہوں نے ایک مریض کو مولوی مقبول احمد صاحب کے پاس گائے کا پیشاب قارورہ میں لے کر بھیجا، انہوں نے اس مریض کو نسخہ لکھ کر دیا جب وہ نسخہ پڑھا گیا تو اس میں بجائے دوا کے بھونسا اور کھلی وغیرہ لکھا ہوا تھا، حکیم عبد الحلیم صاحب ان کی قابلیت کے معترف ہوئے اور معذرت چاہی۔

۱۳۱۵ھ میں مولوی گوہر علی صاحب ڈیانوی کی مسجد میں ایک طرحی مشاعرہ تھا، آپ نے بھی طبع آزمائی فرمائی مصرع طرح یہ تھا ؂

ہم تلاشِ یار میں ہیں گھر سے باہر ان دنوں

اس مشاعرے میں آپ نے بھی اپنی ایک غزل پڑھی تھی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔[۵]

ساقیا عشق و محبت کا پلا دے ایک جام
ہم تلاشِ یار میں ہیں گھر سے باہر ان دنوں

آپ کا انتقال ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء کے قریب ہوا۔ آبائی قبرستان میں مدفون کئے گئے۔

۵؎ راوی مقیم الدین مقیمؔ منیری مرحوم

عبدالعزیز شاہد

مولوی ابو الفلاح عبد العزیز شاہد حسین منیری ابن مولوی گل محمد ابن قاسم ابن ہانسی منیری ۔ آپ کا مکان محلہ علی شہید میں تھا، ابتدائی تعلیم والد کی نگرانی میں پڑھیں ۔ حصولِ علم کے شوق میں مدرسہ عالیہ رام پور میں داخل ہوئے ، اختتام تعلیم کے بعد حیدر آباد دکن میں رہے ، آخر عمر میں منیر واپس آگئے ۔ خانوادۂ فردوسیہ سے قلبی لگاؤ تھا حضرت شاہ محمد حیات فردوسی بہاریؒ خانقاہ بہار شریف سے مرید ہوئے ۔

ترك الدنيا راس كل عبادة وحب الدنيا راس كل خطيئة کے مطابق عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ۔ آپ نے اپنے ذقت کو اپنی بیاض میں اس طرح لکھا ہے ۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیریؒ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے آستانہ پر حاضر ہوتے نماز اشراق کے بعد واپس آکر کتب بینی میں مصروف ہوتے ۔ نماز عصر کے بعد مسبعات پڑھتے ، نماز تہجد کے بعد یاد الٰہی میں مشغول رہتے ۔

آپ کی باطنی تعلیم حضرت ابو المظفر سید شاہ فرید الدین احمد فردوسی منیری سے ہوئی ۔ آپ کی شان میں مدحیہ اشعار ہیں ۔ آپ کی تحریر سے نقل کئے جاتے ہیں ۔

کاشفِ اسرارِ حق سرِّ جلی واقفِ رمز و معانیٔ خفی
پیشوائے مقبلانِ باصفا رہنمائے عابدانِ بے ریا

مستفید از آستان آنجناب　　غوث و ابدال و قطب ہا بے حساب

گر ز اوصافِ جمیل حضرتم　　سائلا پرسی نشان یک یک ز ہم

اولیں علم و دوم اخلاق داں　　سیوُمیں تہذیب می گویم عیاں

پس چہارم داں قناعت اے اخی　　پنجمیں علم شریعت ظاہری

در ششم چوں جستجو کردم بسے　　تا برآمد در تصوف کا ملے

زیں سبب شُد در صفوف اُولیا　　پیشوا و رہنما و مقتدا

از وجود پاک آں ہادی سُبل　　فخر دارد ہند بر اقلیم کل

از ادب دور است نامش گفتنم　　زیں سبب اے جاں نشاں بست ام ہم

حرف اوّل میم گیر و پس ازاں　　حا و میم و دال بر خواں مہرباں

لیک با تشدید خواں میم دگر　　ماسوا ایش را بجالِ خود نگر

باز در لفظ دگر فا ہست و را　　بعد ازاں یا ہست و دال اے دلربا

حرفہا جملہ مرکب ساز و خواں　　صاف صاف اسمش بر آید اے جواں

یا الٰہی العالمین از لطف خود　　و از دعائے فیض آں ہادی رشد

خاتمہ بالخیر کن وقت نزع　　تا نہ لغزد پائیم از راہِ شرع

مدحتش پایاں ندارد اے عزیز　　پس چرا باشد دریں رہ بے تمیز

آپ کی بیاض سے یہ اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

این مثل ہست در جہاں مشہور　　ہر کہ از چشم دور از دل دور

دولت گیتی کہ تمنا کنند　　با کہ وفا کرد کہ با ما کند

کرد عزم سفر لطف خدا یار تو باد　　ہمت اہلِ نظر قافلہ سالار تو بار

وصف امرود

وصف امرود چہ گویم کہ بہ شیرینی و لطف　　کوزۂ قند و نبات است معلق بر شاخ

وصف سیب

سیب را باذقن یار مشابہ کردند ۔ رنگ او سرخ شد و روئے برافروختہ بباغ

وصف انار

انارش چوں لبِ دلدار خنداں ۔ حریفاں را حریف آب دنداں
برائے امتحاں گردون زرکار ۔ فگندہ جوہر یاقوت در انار

آپ کی ایک کتاب " تحفۃ الاجباب فی تصحیح الخضاب " پیش نظر ہے ۱۳۱۹ھ میں شمسی پریس حیدرآباد دکن میں چھپی ہے ۔ ان دنوں مولانا کا قیام وہیں تھا اس کتاب میں جامع العلوم مولوی محمد عباس علی خاں صاحب، مولانا محمد منصور مراد آبادی مدرس طبیہ نظام آصفیہ، مولوی حکیم عبدالرحمٰن سہارنپوری مولوی عنایت علی ابن مولوی کرامت علی مولانا محمد نور الحسین کی تقریظات ہیں کتاب سو صفحات پر مشتمل ہے ۔

عمر کے آخر حصہ میں منیر شریف میں قیام فرمایا عبادت و ریاضت میں وقت عزیز صرف کیا، ہر وقت جانماز بچھائے رہتے تھے ۔ سامنے ایک تختی پر آیات قرانی لکھ کر لگایا دیا تھا، اس کو پڑھتے رہتے ۔ تقریباً ۱۹۱۵ء میں باقر گنج پٹنہ کی مسجد میں مولوی معتبر صاحب مرحوم سے ملنے گئے اچانک طبیعت خراب ہوئی، داعی اجل کو لبیک کہا پٹنہ کے کسی قبرستان میں مدفون ہوئے ۔

انما الدنیا فناء لیس الدنیا بقا ـــــ انما الدنیا وما فیھا کنسج العنکبوت ۔

احترام الدّین شطارؔ منیری

شام احترام الدین المعروف شاہ اسمٰعیل تخلص شطارؔ ابن حضرت احتشام الدّین حیدر مشرقی منیری۔ پیدائش ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء بمقام منیر شریف تعلیم وتربیت والد کی نگرانی میں ہوئی۔

قطعہ تاریخ ولادت از مشرقی منیری۔

صبح عید ضحیٰ زفضل مرا — پسرے داد حق مبارک پے
نامِ او کردم احترام الدین — چوں کشادم کتابِ حق را طے
فکر سالِ ولادتش بنشاط — کرد بیخود دلم چو نشہ مے
بدعا ناگہاں سروش زغیب — گفت۔ بادا بلند اختر وے

۱۳۱۱ھ

والد کی صحبت میں شاعری کا شوق ہوا۔ آپ کی شادی ہو چکی تھی۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی کہ پیام اجل آگیا۔ ستائیس[۲۷] سال کی عمر میں ۱۹۲۱ء میں انتقال ہوا[۱]۔

والد نے "شاعر کے آنسو" کے عنوان سے یہ اشعار لکھے ے

آباد کبھی اپنا بھی ویرانۂ دل تھا — اک شمع سے پُر نور یہ، کاشانۂ دل تھا
لوٹا گیا، تھا ایک خزانہ سے جو معمور — ہے اب تو خرابہ ہی، جو خانۂ دل تھا
سنگ ستم چرخ سے مٹے خاک نہ پی اور — یک لخت ہوا چور جو پیمانۂ دل تھا

لہ از نامہ رخشاں ابدالی

خود ہو گیا افسانہ وہی کس سے کہیں اب　　مرغوب ہمارا جسے افسانۂ دل تھا
کیوں مشرقیؔ غمزدہ کا دل نہ ہو بے جاں　　اب قبر کی ہے جان جو جانانۂ دل تھا

کلامِ فارسی

بہر چہ می نگرم حسنِ یار را بینم　　بسوئے دیر و حرم روئے یار را بینم

بُت کافر کہ اُو از حسن شورے در جہاں دارد　　شعاعِ عشق اُو جانم بدل اندر نہاں دارد
خدایا کہ بود ایں بخت او کیں عاشقِ مضطر　　دہد جانِ خود آں ساعت کہ سر بر آستاں دارد
بتِ کافر چہ پُرسی حالِ دل شطارِ مضطر را
کہ ایں بیچارہ از جورِ تو عزمِ جہاں دارد[۱۵]

کلامِ اردو

ہے مجھ میں جو کچھ یہ حسن ظاہر اُسی کا جلوہ چمک رہا ہے
اسی کے جلوہ ہی کی ضیا ہے ہر ایک تارا دمک رہا ہے
شجر میں پرتو اسی کا ہر سو قمر میں جلوہ اسی کا ظاہر
تمام آب و ہوا میں ہر جا اُسی کا جلوہ جھلک رہا ہے

ہے حسنِ یار نامِ خدا سر سے پاؤں تک　　گویا ہے عضو ڈھالا ہوا سر سے پاؤں تک
یہ حُسن جو نمایاں ہے ہر سو جہان میں　　یہ حسن یار کی ہے ضیا سر سے پاؤں تک

---

۱۵ ازنامہ رنجساں ابدالی ۔

شمس و قمر میں نور اگر ہے تو یار کا
یوسفؑ میں حسنِ یار کا تھا سر سے پاؤں تک

کر حسن ظاہری پہ نہ مایل دلوں کو تو
ہے حسن ظاہری کو فنا سر سے پاؤں تک

آرام چاہتے ہو اگر دو جہان میں
ہو جاؤ اس صنم پہ فدا سر سے پاؤں تک[1]

---

[1] "چند تلامذہ مشرقی منیری از رخشاں ابدالی - ماہنامہ المجیب پھلواری شریف شعبان ۱۹۸۵ء

مشرقی منیری

کیا کم ہے یہ، اگر نہ رہے آپ مشرقی
ذکر آپ کا تو مجمع یاراں میں رہ گیا

آپ کا نام سیّد شاہ احتشام الدین احمد عرف شاہ حیدر اور تخلص محو، صافی، معنی اور مشرقی تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام شاہ خلیل الدین احمد جوش منیری تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب پدری بابا فرید گنج شکرؒ کے واسطے سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک اور مادری نسب نامہ امام زین العابدین ابن امام حسین ابن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے۔[1]
آپ کی پیدائش ۲۹ صفر بروز منگل بوقت چاشت ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء منیر شریف میں ہوئی۔[2]

آپ کے والد ماجد حضرت جوش منیری نے ایک قطعہ تاریخ ولادت لکھا ہے۔ اس میں خوبی یہ ہے کہ نقطہ والے حروف سے ۱۲۸۲ھ ہجری اور بے نقطہ والے حروف سے ۱۲۷۲ھ فصلی نکلتا ہے۔[3]

۱ـ کتاب الانساب (مخطوطہ) صفحہ ۷۵، ۷۸ مرتبہ شاہ عبد القادر اسلام پوری
۲ـ فارسی کلیات مشرقی مخطوطہ مصنفہ مشرقی منیری صفحہ ۳۶
۳ـ تذکرہ مسلم شعرائے بہار (حصہ اول) حکیم سیّد احمد اللہ ندوی صفحہ ۳۲۱۔

بست و نہم صفر سہ شنبہ گہہ چاشت | بو دست کہ فرزند سعادت آثار
پیدا شد و نامش احتشام الدین گشت | از مصرع سالِ اُو دو تاریخ برآر
منقوط از آں ہجری و باقی فصلی ست | فرخ طالع کمال رس برخوردار
۱۲۸۲ھ | ۱۲۷۲ فصلی

خود مشرقی منیری نے اپنی تاریخِ ولادت کا ایک قطعہ لکھا ہے۔[۱]

بود ہشتاد و دو از بعد ہزار و دو صد | کز عدم مشرقی بادہ کش آمد بوجود
سال پیدائش خود را چو شبے خواست ز دل | "طالب کوئی خرابات" سروشش فرمود
سنہ ۱۲۸۲ھ

مشرقی منیری نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ بچپن ہی سے ذہین تھے۔

مشرقی منیری اپنے والد جوشش منیری کے ساتھ مونگیر میں رہے۔ انہی دنوں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ ابتدا میں محو پھر صافی بعد میں مشرقی تخلص اختیار کیا۔ بارہ سال کی عمر میں بقول ان کے وزن، ردیف و قافیہ کی خبر بھی نہیں رکھتے تھے۔ ناگاہ یہ شعر موزوں ہو گیا۔[۲]

الٰہی من غریب و ناتوانم
ولایت دہ مرا چندانکہ خواہم

کبھی مشکل زمینوں میں مشق سخن کرتے، رفتہ رفتہ اس طرز کو ترک کیا۔ اپنی ادبی صلاحیتوں کی وجہ سے ادبی حلقوں میں شہرتِ حاصل کی، والد کے

---

[۱] فارسی کلیات مشرقی مخطوطہ مصنفہ مشرقی منیری صفحہ ۳۶
[۲] دیباچہ کلیات فارسی

قیام مونگیر کے زمانہ میں وہیں رہے، بعد میں صوفی منیری سے اصلاح لی ان کی صحبت میں کلام اور صاف ہوتا گیا۔ ذہن رسا پایا تھا۔ شاعری درثہ میں ملی تھی۔ فارسی، عربی میں فی البدیہہ اشعار کہتے۔

مطلب کے سلسلہ میں آرہ، کلکتہ، مظفر پور میں آپ کا قیام رہا۔ آخر میں گھر ہی پر" گمنام بزمی" پر عمل رہا۔ آپ کے کلام کا پہلا مجموعہ جس میں چالیس ہزار اشعار تھے۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے تالاب میں ڈبو دیا۔ خود فرماتے ہیں۔

(۱) وحشت ہجر

وحشت ہجر نے کل میرے ڈبوئے اشعار | شعر کیا شعر کا اندیشہ نہ رکھا دل میں
میرے اشعار تھے تعداد میں چالیس ہزار | ایک بھی ان میں سے یاد اب نہیں آتا دل میں
فارسی میں بھی تھے اردو میں بھی تھے اپنے کلام | سب کو کھو بیٹھے جو سودا تھا عرب کا دل میں

(۲)

میرے سرمایہ جو تھے اسرار و نکات | تاراج ہوئے دست جنوں سے ہیہات
ہاتھ آیا جو ان میں سے میرے حافظے کو | یہ نامہ ہے نام اس کا ہے غنیمات

فارسی کلام زیادہ زوردار ہے، سلاست و روانی صنایع و بدایع لفظی بھی پائے جاتے ہیں۔ صنعت مہملہ غیر منقوطہ اردو کی ایک غزل بھی ہے۔ جس کا ایک مصرع یہ ہے ؎ کام دردِ دل روا ہو کس طرح

اس میں آپ نے محو تخلص اختیار کیا ہے۔ الف، ن، صافی اور بعض جگہ ع، ن، تلاش کے نام سے ظریفانہ مضامین نظم و نثر اخبار" اپنچ"[1] پٹنہ میں شائع ہوئے تھے۔ کلیات فارسی میں گیارہ قصیدے تین مثنویاں، اور

---

[1] پٹنہ کا مشہور اخبار۔

اردو کلیات سات قصائد اور ایک مثنوی "حقیقتہ العرب" موجود ہے۔ دونوں کلیات میں معرکتہ الآرا غزلیں ہیں۔ گلدستہ پیام یار لکھنؤ میں بھی آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔ "نقاب حجاب انداختہ" فارسی کا قصیدہ "تحفہ حنفیہ" میں چھپا ہے نعت میں ایک زوردار قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے ؎

یہ سویدا ہے کہ ہے خیمۂ لیلٰی دل میں
نظر آتا ہے مجھے نجد کا صحرا دل میں

وارفتگی شوق کا انداز دیکھئے ؎

واہ رے شوق مدینہ کہ بنا وہ کعبہ — یاد آیا جو مجھے کوئی کلیسا دل میں

بینیٔ مبارک کی کتنی بلیغ تشبیہ دی گئی ہے ؎

آپ کی بینیٔ اطہر کا ہے کیا یہ جلوہ — مجھ کو آتا ہے نظر شعلہ سا کیسا دل میں

رنگ تبسم ملاحظہ ہو ؎

یہ تبسم کا ہے حضرت کے تصور یارب — یا چمکتی ہے کوئی برق تجلی دل میں

قدم پاک کی مدح ہے ؎

بارک اللہ قدم پاک کی ہے یہ برکت — گل خورشید بنا نقش کف پا دل میں

سایہ نہ ہونے کی کیا خوب توجیہہ کی ہے ؎

حق کو منظور نہ تھا خاک پر اس کا گرنا — آپ کا سایہ رہا بن کے سویدا دل میں

اپنے ہم عصر اہل علم کی نظر میں کس قدر ممتاز تھے اس کا اندازہ ذیل کی سطروں سے کیا جا سکتا ہے

آپ نے جناب حضرت شاہ امین احمد فردوسی بہاری سجادہ نشین خانقاہ بہار شریف کی کتاب "گل فردوس"[1] کی تقریظ لکھی تھی۔

---

[1] گل فردوس از جناب حضور امین احمد فردوسی خانقاہ بہار شریف ص ۲۵۳ ، مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ۔

مصنف نے مندرجہ ذیل سطور کے ساتھ شریک کتاب کیا ہے۔

" از نتائج طبع نو بادۂ گلستان سخنوری و میوہ نورس بوستان معنی پروری شاہ احتشام الدین حیدر زید اللہ علماً و فہماً متخلص بہ صافی نخل گلزار خلیلی شاہ محمد خلیل منیری و یادگار نسب جناب مولوی عزیز اللہ مرحوم و مغفور" صفہ ۲۵۳۔

عظیم آباد کا ایک یادگار مشاعرہ ۸ اٹھ ۵۲ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں (بمقام بادشاہ منزل، پٹنہ سیٹی) منعقد ہوا تھا۔ جس میں صوبہ بہار کے بڑے بڑے شعرائے کرام شریک ہوئے تھے۔ ان میں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں ـــــ شاد عظیم آبادی، امداد امام اثر عظیم آبادی، حکیم عبد الحمید پریشاں عظیم آبادی، شوق نیموی، عشرت گیاوی اور مشرقی منیری وغیرہم۔

یہ ایک طرحی مشاعرہ تھا۔ جس کے مصرعہائے طرح یہ ہیں۔

(۱) ہمراہ شب تار سر دشتی ہوئی دھوپ

(۲) قد نا پیتی ہے زلف رسا سر سے پاؤں تک

(۳) موت کا پیغام ہے اپنے لئے تا خیر صبح

(۴) پرتو صورت رخ روشن ہے آفتاب

(۵) تمہارے کوچے میں میری تربت برائے نام و نشاں رہے گی

(۶) پر جھاڑتے ہیں مرغ سحر بولتے نہیں

مشرقی منیری نے اپنی یہ مشہور غزل پڑھی ۵ے

جز ذکر یار اہل نظر بولتے نہیں ۔۔۔ رہتے ہیں فکر حق میں اگر بولتے نہیں

آباد ادھر سے کم نہیں کچھ شہر خامشاں ۔۔۔ ہاں فرق ہے یہی کہ ادھر بولتے نہیں

۵ے عظیم آباد کا ایک طرحی مشاعرہ از ڈاکٹر محمد یوسف خورشیدی صفہ ۱۷

سمجھے وہ ہو جو فیض سلیماں سے کامیاب
بے ہودہ مُرغ شام و سحر بولتے نہیں

تلقین زبان حال سے کرتے ہیں خامشی
گو کچھ زبان سے نخل و حجر بولتے نہیں

رندوں سے بڑھ کے بولو نہ زاہد کہ ڈہل دل
وہ بات جس میں ہو نہ اثر بولتے نہیں

اپنے کو کیا بتوں نے خدا ہی سمجھ لیا
سنتے ہیں سب کی بات مگر بولتے نہیں

جو بزم معرفت میں ہیں ممتاز شمع سے
ہر دم ہیں گرچہ سوختہ تر بولتے نہیں

ہم کہتے تھے نہ شیخ چلو میکدہ چلو
کعبہ کا کیا ہوا وہ سفر بولتے نہیں

کیا مشرقی نے آج نہیں پی جو منہ بنائے
بیٹھے ہیں باب میکدہ پر بولتے نہیں

مشرقی مینری نے "روپوش ہوئی دھوپ" کی زمین پر یہ غزل پیش کی۔ لہ

شب چمکی جو مئے سمجھے یہ مینوش ہوئی دھوپ
چلائے کہ اٹھ ساقی مدہوش ہوئی دھوپ

یہ فیض تھا تر دامنی پیر مغاں کا
رندوں کو قیامت میں فراموش ہوئی دھوپ

شب بزم میں ساقی نے عجب جلوہ گری کی
ہنس کر کے جو کھولا لب خاموش ہوئی دھوپ

جلوے نے کیا تر سے شب و روز کو یکساں
اب روز کی خدمت سے سبکدوش ہوئی دھوپ

اس میکدہ کا خادم دیرینہ ہوں جس میں
ساغر ہوا سورج مئے سرجوش ہوئی دھوپ

لہ عظیم آباد کا ایک یادگار مشاعرہ مؤلفہ ڈاکٹر محمد یوسف خورشیدی صفحہ ۵۰/۴۹

غزل شروع بھی ہوئی اور ختم بھی ہو گئی لیکن اساتذہ خاموش رہے ــــــــ انہوں نے البتہ کچھ داد دی اور بس ــــــ لیکن جب آپ نے "سر سے پاؤں تک" کی زمین میں غزل شروع کی تو زبان و بیان کی خوب خوب داد دی گئی۔ مطلع باصرار کئی بار پڑھوا گیا۔ غزل یہ تھی۔

بوسے جو آئی زلف رسا سر سے پاؤں تک
پیچھے لگی یہ کیسی بلا سر سے پاؤں تک

کیوں تیغ میکشوں نے تمہیں کیا بنا دیا
دیکھو تو آئینہ میں ذرا سر سے پاؤں تک

معنی میں قدسیوں کا ہے یہ ادئی صواب
صورت میں گو بشر ہے خطا سر سے پاؤں تک

دل سے مرے نہ ہوگی محبت تری جدا
ہو گرچہ عضو عضو جدا سر سے پاؤں تک

کل مشرقی کو میں نے بھی دیکھا جو راہ میں
ڈوبا ہوا شراب میں تھا سر سے پاؤں تک

غزل ختم بھی ہو گئی مگر ابھی تک سبھوں کی زبان پر یہی مصرع تھا کہ
"پیچھے لگی یہ کیسی بلا سر سے پاؤں تک"۔

قافیہ اور ردیف کے خاتمہ پر واہ واہ کی دو چار آوازیں آگئیں اور بس۔ اساتذہ تو شروع سے آخر تک منہ بنائے بیٹھے رہے ــــــ لیکن جب مشرقی منیری نے اپنی دوسری غزل "فغاں رہے گی"۔ "کہاں رہے گی" کی زمین میں شروع کی تو "سبحان اللہ" کے شور سے بادشاہ منزل گونجنے لگی ــــــ غزل یہ تھی :-

جو سوئے دورِ شراب رند و نگاہ پیر مغاں رہے گی
تو غم نہ کھاؤ کہ پھر مخالف نہ گردشِ آسماں رہے گی

اگرچہ دل ایک قطرۂ خوں ہے مگر ہے سرمایۂ دو عالم
کہ اے تونگر وہ ایک دولت یہی ہے جو جاوداں رہے گی

نہ مفت کھو اپنی عمر غافل کہ تیری ہر سانس ہے وہ گوہر
کہ جانچنے سے تمام عالم سے اسکی قیمت گراں رہے گی

ستم کرو یا کرم کرو تم ہیں مغتنم دونوں ہی کہ آخر
نہ مجمع دشمناں رہے گا نہ مجلسِ دوستاں رہے گی

چلا ہے تو سوئے کعبہ لیکن خیال اے مشرقی یہ رکھنا
کہ فائدہ حج سے کچھ نہ ہوگا جو یاد کوئے بتاں رہے گی

۲۵ ر تا ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۱۶ء گیا میں ایک یادگار مشاعرہ منعقد ہوا تھا۔ جس میں مقامی و بیرونی دو سو سے زائد شعرائے کرام شریک ہوئے تھے۔ ان میں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں ـــــ شاہ اکبر داناپوری، امداد امام اثر عظیم آبادی حفیظ جونپوری، عرش گیاوی، عشرت گیاوی، کوثر خیرآبادی، قوس حمزہ پوری، اور نوح ناروی وغیرہم۔

مصرع طرح یہ تھا ـــ گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھ کر
مشرقی منیری کسی وجہ سے اس مشاعرے میں شریک نہ ہو سکے لیکن ان کی ایک غزل اس زمین میں موجود ہے۔ مشرقی منیری کی غزل کا ایک شعر یہ ہے ؎

---

[۱] عظیم آباد کا ایک یادگار مشاعرہ، مرتبہ ڈاکٹر محمد یوسف خورشیدی صفحہ ۷۲

کیا کریں گے ایسی جنت زاہدو ہم دیکھ کر
مدتوں روتے رہے ہیں جس کو آدم دیکھ کر

مشرقی منیری جن کیفیات سے گذرے اور زندگی کے ساتھ ان کا جو انداز رہا کلام سے ظاہر ہے۔ دردمند دل رکھتے تھے۔ خارجی اور داخلی خوبیوں سے واقف تھے۔ آخر عمر میں ضیق النفس اور بواسیر کے مستقل مریض ہوئے۔ باوجود حکیم ہونے کے اپنے علاج سے بے اعتنائی برتی۔ جواں مرگ بیٹے کی رحلت کے بعد غم والم میں مبتلا رہے۔ ۹ شوال ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء کو ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ ۱۰ شوال ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء کو رحلت فرمائی۔ حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے احاطہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

قطعہ تاریخ وفات از شاہ مراد اللہ منیری۔

۱۔ شاہ حیدر سپہر اوج کمال زیں جہاں رخت خویش بربستہ
از سر حیف سال رحلت او گفت ہاتف کہ مشرقی رفتہ
۸ ۱۳۴۳ھ

آپ کے تلامذہ[1] میں (۱) شاہ احترام الدین شطار (فرزند) (۲) احسان حسن خاں (۳) داور حسن خاں (۴) شاہ مہدی حسین اختر منیری (۵) حافظ شمس الدین شمس منیری ہیں۔

کلام فارسی

چناں ز شوق مست شد بباغ ہا بہار ہا کہ بادہ شبنم است و گل قدح بشاخسار ہا
چہ نرگس و چہ نسترن چہ سنبل و چہ یاسمن زمستی اندکید گر گرفتہ دوکنا رہا

---

[1] بحوالہ نامہ درخشاں ابدالی

قدم بمنزل وزاں تلو کہ در دل افتاد ست — ہزار مرحلہ دوری زمنزل افتاد ست
زاہد کہ در دردل داشتے افکار مستان مشرقی — اینک بہ مستی بے خبر افتادہ بر راہش نگر
بہ پیری چوں جواناں شوق آرائش عجب نبود — شفقہا در فلک آید بوقت شام می جوشد
عجب رہیست رہ عشق کاندریں ہمہ عمر — زدیم گام وہماں چند گامہا باقی ہست
تا در ین پیکر من روح رواں خواہد بود — جان من خاک کف پائے بتاں خواہد بود
چشم زہبر دید نش داد تمنا یک طرف — در رفتن کویش دلم دارد تقاضا یکطرف
این جوش اشکم را بود طوفان عمان در بغل — دارد دل شوریدہ ہم صد محشر ستاں در بغل
زلف ور خسار تو در صحن چمن می جوییم — من بوئے تو گل وسنبل تر می جوییم
در اسفل ست خندہ واعلی گریستن — خندد زمیں، بود چو سما را گریستن
ہر یک دو تا است چشم وہم ۔ ویں چہاد را — خندیدن است کار بخود یا گریستن

قطعہ

چرا شدہ است پسند جہانیاں کشمیر — مگر از وہمہ بوئے منیر می آید
رسید بوئے خوشی در مشام من صافی — مگر نسیم زکوئے منیر می آید

صدیق منیری

محمد صدیق نام، صدیق تخلص، وطن منیر شریف ضلع پٹنہ ابن مولوی بدرالدین منیری، حضرت سید شاہ احتشام الدین حیدر مشرقی منیریؒ کی صحبت میں شاعری کا شوق ہوا اور ممدوح سے اصلاح لی۔ حضرت صدیق کے کلام کا مجموعہ محفوظ ہے جس میں ردیف وار غزلیں، نظمیں اور منقبت ہے۔ کلام میں سادگی ہے آپ کا مشغلہ درس و تدریس تھا۔ صبر و قناعت میں مشہور تھے۔ سنتانوے سال کی عمر میں ۱۸ رمضان المبارک ۱۹۳۴ء میں بمقام منیر شریف انتقال ہوا انتقال کے دو سال کے بعد ۱۹۳۶ء میں ایک عجب واقعہ یہ ہوا کہ ایک ہاتھی قبرستان سے گذر رہا تھا یکایک اس کا ایک پاؤں حضرت صدیق کے قبر کے اندر چلا گیا۔ بڑی مشکلوں سے باہر نکالا گیا دیکھا تو کفن اپنے حال پر تھا اور لاش میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ اس واقعہ سے قبرستان میں سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے، نمونہ کلام یہ ہے ؎

عشق میں ہوتی ہے کیا اب مری قسمت دیکھوں
وصل ہوتا ہے کہ اب ہوتی ہے فرقت دیکھوں

کر دیا عشق کے آزار نے بدتر مجھ کو
موت آجاتی یہی دل میں ہے حسرت دیکھوں

خوب ہو آج جو آجاؤ مری بالیں پر
ہے تمنا یہی دل میں دمِ رخصت دیکھوں

کوچۂ عشق میں صدیق قدم رکھ تو دیا
کیسی اب ہوتی ہے اس میں مری حالت دیکھوں

مدینے کی تمنا میں نکل جائے گی جاں اپنی
خبر لو یا نبیؐ ہم پر بڑے صدمے گذرتے ہیں

ہے بعد مرگ عاصیٔ صدیق کی دُعا
وردِ زبان لحد میں بھی صلّ علےٰ رہے[1]

---

[1] "تذکرہ مسلم شعرائے بہار" صفحہ ۲۲۱ حصہ سوم ششم از حکیم سید احمد اللہ ندوی ۔ کراچی

حافظ عبد الغنی

عبد الغنی نام، غنی تخلص وطن منیر شریف ابن مولوی عبد الرزاق، ابتدائی تعلیم مولوی فرحت حسین منیری سے حاصل کی اور کلام پاک حفظ کیا۔ اور حافظ عبد الغنی مشہور ہوئے۔ ذہین، متین اور صاحبِ اخلاق تھے، آپ کے کلام میں خاص کشش تھی، آپ کے انتقال کو آج ۱۹۶۹ء سے تقریباً چھبیس سال ہوئے

نمونہ کلام یہ ہے ؎

جگر کو خونچکاں، دل کو حزیں، مژگاں کو تر دیکھا
ترے جاتے ہی کیا کیا، ہم نے ہنگام سحر دیکھا

مجھے حیرت ہے اپنے حوصلے پر اپنی ہمت پر
کبھی ان کی نظر دیکھی کبھی اپنا جگر دیکھا

غنی اس بے وفا کے قول کا کیا اعتبار آئے
کہ جس کو عمر بھر ہم نے نہ اپنے قول پر دیکھا[1]

---

[1] تذکرہ مسلم شعرائے بہار حصہ ششم صہ ۲۴۵/۲۴۶ از حکیم سیّد احمد اللہ ندوی ۔ کراچی۔

شاہ اسداللہ منیری

شاہ اسداللہ ابن جناب شاہ فرزند علی منیریؒ آپ کی ولادت ۱۵ ارجب ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ مرید و مجاز اپنے عم مکرم سے تھے۔ اور اجازت اپنے والد جناب شاہ فرزند علی منیریؒ سے بھی تھی۔ آخری ایام میں آنکھوں میں تکلیف رہی خانقاہ سے پچھم ایک قدیم مسجد اپنی سعی سے تعمیر کرائی۔ اس کی تعمیر کی تاریخ آپ نے کہی جو مسجد کے کتبہ میں کندہ ہے۔ آپ کا انتقال ۱۰ ارجب ۱۳۵۸ھ میں ہوا۔ درگاہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری میں مدفون ہوئے ؎

چوں ایں بناکہ عباد تگہ جہاں مخدوم — شہنشہہ شرف الدین احمد یحیٰی است
زسر سبارہ بسعیٔ اسد شدہ تعمیر — ہزار و سہ صد و پنجاہ و سہ سنین بنا است

بہ تعمیر سن تکمیل ایں بنائے خلیل
بود زروئے یقیں خانہ خدائے جلیل

۱۳۵۴ھ

شاہ ابوالحسن منیری

شاہ ابوالحسن منیری ابن سید شاہ اشرف حسین عرف شاہ چھکا منیری
آپ کی ولادت ۱۲۸۱ھ میں منیر شریف میں ہوئی، خاندان کے بزرگوں سے تعلیم پائی۔ محکمہ سروے میں ملازمت ہوگئی۔ اس سلسلہ سے شملہ میں کچھ دن رہے بعد میں کلکتہ کے مشہور رئیس شیخ محمد علی صاحب کلسوہاؤس کے یہاں رہے، وصال کے چند سال پہلے گھر آگئے، الخمولۃ راحۃ پر عمل پیرا رہے، نماز و تلاوت کلام پاک کے پابند تھے کتب بینی محبوب مشغلہ تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ ستاسی سال کی عمر میں شب انیس ربیع الآخر روز دوشنبہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء میں وصال ہوا۔ دوسرے دن حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے پچھم جانب کے قریب مدفون ہوئے۔

قطعہ تاریخ وفات از شفاء الملک حکیم محمد صادق کلکتہ

رفت ازیں جہاں دوں بسوئے خدائے ذوالاکرام
مومن پاک محترم سیدنا ابوالحسن

از پئے سال رحلتش صادق زار و دل حزیں
گفت کہ۔ رفتہ در ارم سیدہ ابوالحسن

۱۳ھ ۶۲

ایک شجرہ آپ نے نظم فرمایا اور ذیل کا قطعہ آپ کی یادگار ہے۔ قطعہ
تاریخ مرمت مسجد قمر الدین حسین خاں صاحب منیری۔

از سر تو سقف را تعمیر کرد
خان قمر الدّین خاں والا ہمم
سال تعمیرش چناں گفتہ حسن
یک ہزار و سہ صد و شصت بہم
۱۳ ھ ۶۰

قمرالدین حسین خاں

قمرالدین حسین خاں نام قمر اور سہا تخلص ابن جناب مولوی غلام نبی خاں صاحب فردوسی غزنوی ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۳ء منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ فارسی اردو کی تعلیم والد کی نگرانی میں ہوئی۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ گئے وہاں سے واپسی کے بعد کلکتہ ہائی کورٹ اور اس کے بعد پٹنہ ہائی کورٹ میں ملازمت کی۔ ۱۹۱۸ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۶ء تک آنریری مجسٹریٹ رہے۔ ۳ر جنوری ۱۹۱۸ء میں "خاں صاحب" کا خطاب حکومت سے ملا۔ ہفتہ میں دو بار داناپور میں اجلاس کرتے تھے۔

فارسی کی استعداد بہت بہتر تھی۔ کتب بینی کا شوق بہت تھا۔ شکار کا شوق بھی بہت تھا۔ کچھ دنوں کی بیماری کے بعد منیر شریف میں بعمر ۸۴ سال بماہ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۲ر فروری ۱۹۴۷ء میں انتقال ہوا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔[1]

اردو

صبر جس دل میں نہ ہو چین سے کیونکر بیٹھے — تمہیں بتلا دو کہ وہ کیا نہیں کچھ کر بیٹھے
اس طرح دیکھنا نظروں سے کہے دیتا ہوں — چوٹ پوری نگہِ ناز کی دل پر بیٹھے
دل سے سب رنج والم حسرت و ارمان نکلیں — ایک دم بھی مرے پہلو میں جو دلبر بیٹھے

---

[1] تذکرہ مسلم شعرائے بہار حصہ ششم مؤلفہ حکیم احمد اللہ ندوی صہ ۱۹۶/۱۹۷

زلفیں رُخ پر کبھی دیکھیں تو ہوا اس کا خیال
مار ہیں گینڈلی مارے ہوئے زر پر بیٹھے
سب کے سب عالم فانی سے گذر جائیں گے
ہم ہیں نادان جو دنیا میں بنا گھر بیٹھے
کیا غرض ہم کو زمانے کے حسینوں سے سُہا
ہم تو دنیا سے ہیں اب ہاتھ اٹھا کر بیٹھے

قطعہ تاریخ طباعت "مراۃ الکونین"[1] مؤلفہ غلام نبی خاں صاحب فردوسی منیری۔

والد ماجد من ماہر اسرار سخن
منشئ بے بدل و ناثر شیریں گفتار
انتخابے چہ نکو کرد و غریب و نادار
ز تواریخ بزرگان دیار و امصار
حرف حرفش اثر فرحت دلہا و رُحیب
لفظ لفظش ہمہ ذوق نظر یا بہ کنار
نقش طبعش کہ۔ سرور دل اخیار آمد
سال ترتیب قمر گفت۔ سرور الاخیار
۱۳۱۲ھ
۱۳۰۹ھ

---

[1] مراۃ الکونین از غلام نبی خاں فردوسی منیری (مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۳۱۲ھ

مولوی سیّد مُرتضیٰ

سیّد مرتضیٰ منیری ابن سیّد رفاقت حسین بن صفدر حسین، سترہ واسطوں سے آپ حضرت وحید الدّین چلّہ کش بدر آبادی کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے والد کا ننیہالی سلسلہ حضرت مخدوم شاہ اولیا منیریؒ سے ملتا ہے۔ اس لئے منیر ہی میں سکونت اختیار کی۔ حضرت محمود شاہ اولیاؒ کا سلسلہ طریقت ۱۱۷۰ھ تک جاری رہا۔ البتہ نسبی سلسلہ جاری ہے۔

مولوی سیّد مرتضیٰ منیری ۱۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے تاریخی نام محمد فضل الرحمان تھا۔ مولوی سخاوت حسین کاکوئی اور مولوی مقبول احمد صاحب منیری سے تعلیم پائی۔ نیک سیرت اور عہد ماضی کی ایک یادگار تھے۔ شعر گوئی سے شعر فہمی زیادہ تھی۔ ۱۹۱۵ء میں منیر بازار کی مسجد میں مشاعرہ ہوا تھا آپ نے مصرعہ طرح پر غزل لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

پاؤں میرا گردشِ پرکار سے کچھ کم نہیں
دے رہا ہوں کوچۂ جاناں میں چکر اندنوں

مقامی مکتب میں بچوں کی تعلیم میں مشغول تھے۔ سبکدوش ہونے کے بعد قناعت سے زندگی گذار دی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بروز چہار شنبہ مُطابق ۱۹۶۲ء میں انتقال ہوا۔ درگاہ شاہ محمود اولیاؒ (منیر شریف) میں مدفون ہوئے۔

قطعۂ تاریخ از مُراد اللہ فردوسی مینری ۔

برفت از جہاں مولوی مرتضیٰ ‏ ‏ ‏ دل اقربا از غمش چاک شد
چو ماہ رجب بست و چار آمدہ ‏ ‏ ‏ ز رنج و غم دہر او پاک شد
مُراد از سنِ رحلت او خرد ‏ ‏ ‏ بگفتا ز من۔ آں تہِ خاک شد

۱۳۸۱ھ

شاہ مہدی حسین اختر

محمد حفیظ الدین حسین الملقب خواجہ عبدالقدوس المشتہر مہدی حسین تخلص اختر ابن شاہ فصیح الدین منیری آپ کی تعلیم وتربیت والد سے ہوئی۔ مشرقی منیری سے فارسی کی تعلیم پائی۔ شعروسخن کی طرف طبیعت مائل ہوئی فن خطاطی میں بھی مہارت حاصل کی۔ مختلف شہروں میں اخبار کی کتابت کے سلسلے میں مقیم رہے۔ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۷ء میں انتقال ہوا۔

زیادہ تر فارسی میں اشعار کہتے۔ آپ کی ایک کتاب توضیح انساب (۱۳۳۸ھ) بزرگانِ منیر کے نسب کے بیان میں فارسی زبان میں ہے۔ اس کا قطعہ تاریخ یہ ہے۔

للہ الحمد چو از کوشش واز محنت ایں مشت خاک
یافتہ صورت آغاز کتاب نسب قاضن پاک
یادگارِ نسب قاضن شطار ندائے آمد
بہر تاریخ مسیحی بشنید اختر زار از املاک (۱۹۱۹ء)

کتاب میں شروع میں حمد ونعت فارسی میں اس طرح ہے۔

حمد

کہنہ دانش چہ لبشر فہم کند — عقل ودانش چہ درود رماند
کرد ادراک تر کو تو شد — تو شدی او ہمہ تن او تو شد
ما عرفنا چو حبیبش گوید — ہمت بندہ چہ حیلہ جوید
غیر سبحانک لا علم لنا — آیدا از اختر مکیں چہ ثنا

نعت

کن از کرم نگاہے یکبار یا محمدؐ — مائیم در فراقت بیمار یا محمدؐ
اختر ز دردِ فرقت تاب الم ندارد — رحم تو ہست ایں دم درکار محمدؐ
بر ما نظر ز خلق کریمانہ یا رسولؐ — بنگر بحالِ زار مسیحانہ یا رسولؐ

توصیف منیر

من چہ گویم وصف گلزار منیر — بہتر از باغ جہاں خار منیر
اے خدا رحمتے بمن از فضل خاص — صدقۂ عبد نکوکار منیر
من منیری ام چو از محشر چہ باک — خود خدا باشد مددگار منیر
حرز جاں سازم نہ چوں نام منیر — از دل است اختر سروکار منیر[1]

---

[1] توضیح انساب قلمی صفہ ۱۲

مقیم الدین احمد مقیم منیری

مقیم الدین احمد نام مقیم منیری تخلص، والد کا نام مولوی شمس الدین ساکن منیر شریف محلہ مہرہ۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کلکتہ میں محکمۂ ڈاک میں ملازم ہو گئے۔ کلکتہ کے دورانِ قیام میں اہل علم کی صحبت رہی اور شاعری کا شوق پیدا ہوا، طبع آزمائی کرتے رہے شاہ رشید احمد تسکین بدایونی، بیخود تلمیذ وحشت کلکتوی، جرم محمد آبادی تلمیذ آرزو لکھنوی کو کلام دکھاتے رہے۔ کلام صاف اور اچھا ہوتا ہے، ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد وطن منیر شریف) آئے پھر کلکتہ چلے گئے اور وہیں ستّر سال کی عمر میں ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ میں انتقال ہوا۔

نمونۂ کلام یہ ہے[۵]

بنایا اس نے جب سے محرم رازِ نہاں مجھ کو
زباں رکھتے ہوئے ہونا پڑا ہے بے زباں مجھ کو

کبھی رہنے نہیں دیتا یہ عالم شادماں مجھ کو
نہ جانے کس نظر سے دیکھتا ہے آسماں مجھ کو

مجھے معلوم ہوتا ہے مقیم اس عمر فانی میں
ڈبو دے گی کسی دن کشتیِ عمرِ رواں مجھ کو

نہایت شوق سے کرتا چراغاں خانۂ دل میں
ہمیں روغن جو مل جاتا ترے رخسار کے تل سے

۵۔ تذکرہ مسلم شعرائے بہار مرتبہ حکیم سید احمد اللہ ندوی، حصہ ششم صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱

بیٹھا ہوا جو غم میں آنسو بہا رہا ہے
دامن پہ اپنے گویا وہ گل کھلا رہا ہے

پھر دیکھئے دکھائے نیرنگ آسماں کیا
پھر حوصلہ کسی کا کوئی بڑھا رہا ہے

اس سے بھی بڑھ کے کوئی کیا ہوگا خوش عقیدت
جو تیرے در کو اپنا کعبہ بنا رہا ہے

کیا کوئی حشر برپا پھر ہوگا زندگی میں
گذرا ہوا زمانہ کیوں یاد آ رہا ہے

اس کا مقیم کیوں کر الزام دوں کسی کو
تقدیر میں لکھا تھا جو آگے آ رہا ہے

جب دل ہی دیا ہے ستمگر کو تقدیر کا شکوہ کون کرے
روداد محبت کہہ کہہ کر خود آپ کو رسوا کون کرے
جس دن سے لگی ہے لو تجھ سے دل سوز و الم سے جلتا ہے
اے برق تجلی یہ تو بتا اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے

نذر عقیدت بہ یادگار حضرت مخدوم شاہ احمد یحییٰ منیری

نشہ میں جھومتے میخوار چلے آتے ہیں
بادۂ دید کے سرشار چلے آتے ہیں

بے خودی یہ ہے کہ خوددار چلے آتے ہیں
یعنی یحییٰ کے طلب گار چلے آتے ہیں

ہم نشیں کہئے کہ کس طرح رہیں ہم خاموش
ہو رہا ہے دلِ بیتاب میں پیدا پھر جوش

آج میخانہ یحییٰ میں ہے اک جوش و خروش
شیخ باندھے ہوئے دستار چلے آتے ہیں

صدقہ کچھ بہر خدا اپنی مسیحائی کا
سب کو شیدائی بنا اپنی مسیحائی کا

آج اعجاز دکھا اپنی مسیحائی کا
میرے عیسیٰ تیرے بیمار چلے آتے ہیں

میں نے دیکھا ہی نہیں ایسے غضب کا انداز
اللہ اللہ جدا گانہ ہے سب کا انداز

قابلِ دید ہے یہ حسن ادب کا انداز
صف بہ صف تا بدہ سرکار چلے آتے ہیں

دیکھئے مصر کا بازار بنا آج منیر
کس کا ہے فیض جو گلزار بنا آج منیر

ایک عالم ہے کہ شیدا ہے ترا آج منیر — آج سب چھوڑ کے گھر بار چلے آتے ہیں
یا اسے حسنِ عقیدت کا تقاضا کہئے — یا اسے جوشِ محبت کا تقاضا کہئے
یا اسے شوقِ زیارت کا تقاضا کہئے — ہے بلائے جو یہ سرکار چلے آتے ہیں
یہ میرے مشقِ تصور کا کرشمہ ہے مقیم — سامنے آنکھوں کے وہ حسن سراپا ہے مقیم
آج روشن مری دنیائے تمنا ہے مقیم — دیکھتا ہوں میرے سرکار چلے آتے ہیں[1]

۱۔ ہفتہ وار "ہمدم" پٹنہ (عرس نمبر، حضرت مخدوم احمد یحییٰ منیریؒ) ایڈیٹر شاہ شاہد حسین، مورخہ ۱۱ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۶۷ء (جلد ۱۱ شمارہ ۱۱)

حافظ شمس الدّین احمد شمس منیری

حافظ شمس الدین احمد نام اور شمس تخلص ہے۔ ۱۸۹۶ء میں منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور بی۔ایل کی ڈگریاں حاصل کیں۔ چند سال جی۔بی۔جی کالج مظفرپور میں اردو و فارسی کے اور راونشا کالج، کٹک میں قانون کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۲۷ء میں اردو و فارسی کے پروفیسر کی حیثیت سے پٹنہ کالج آ گئے شعبۂ اردو کے صدر کی حیثیت سے ۱۹۵۱ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ فروری ۱۹۷۵ء میں انتقال ہوا۔

جناب شمس ایک فطری شاعر تھے۔ آپ کا شمار بہار کے ممتاز ترین شاعروں میں ہے۔ نظم و غزل دونوں صنفوں میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کی زبان شیریں اور انداز بیان سادہ اور پُرزور ہے۔ جذبات انسانی کی ترجمان اور مناظر قدرت کی تصویر کشی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ "گلبانگ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔[۱]

آپ کے والد مولوی ضمیر الدین منیری بسلسلۂ ملازمت انجینئر گوالیار میں رہے ان کی نگرانی میں شمس منیری کی تعلیم جاری رہی، ۱۹۱۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے میٹرکولیشن اور بی۔اے کا امتحان وکٹوریہ کالج گوالیار سے پاس کیا۔ کالج میں اوّل آئے پٹنہ یونیورسٹی سے ایم۔اے فارسی کا امتحان درجہ اوّل میں پاس کیا۔

۱؎ "گلہائے ادب" صفحہ ۲۲۴/۲۲۵

ابتدا میں حضرت مشرقی میرٹھی کو اپنا کلام دکھایا۔ نواب فصاحت جنگ جلیل مانکپوری اور علامہ اقبال کے پاس فارسی نظم بغرض اصلاح بھیجی۔ ۱۹۵۰ء میں فریضۂ حج سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد نے اپنی زمینداری میں ایک بازار قائم کیا۔ یہ بازار ہفتہ میں دو بار لگتا ہے۔ اس کا نام ضمیر گنج بازار رکھا۔

اسی کے قریب ایک مسجد تعمیر کی جس کا قطعہ تاریخ سنگ مرمر پر کندہ کیا ہوا ہے۔

قطعہ تاریخ مسجد

ہر چند خیال مجھ کو سو بار ہوا
تعمیر پہ والدہ کو اصرار ہوا
مسجد جو بنی تو اسکی برکت سے شمسی
آباد ضمیر گنج بازار ہوا

۱۳۵۳ھ

نمونہ کلام

(۱) ارض حجاز

وہ دل فریبیٔ ارض حجاز کیا کہئے
ہے ذرہ ذرہ وہاں جانواز کیا کہئے
وہ ریگ و سنگ پئے اہل ذوق مقناطیس
وہ دل کشیٔ نشیب و فراز کیا کہئے
طلوع صبح سے وہ تلبیئے، وہ تکبیریں
سکوت شب کا وہ راز و نیاز کیا کہئے
جہاں مجاز اک آئینۂ حقیقت ہے
وہاں حقیقت رنگ مجاز کیا کہئے
وہ پائے شوق کی وحشت خرامیاں واللہ!
سمٹ گئی رہِ دور و دراز کیا کہئے
وہ باغہائے ثمر، اور وہ ہجوم نخیل
فضائے یثرب دیدہ نواز کیا کہئے
وہ خواب گاہِ نبوت، وہ گنبد خضرا
وہ اس کا جلوۂ نزہت طراز کیا کہئے
وہ مسجد نبوی، وہ حریم خاص رسول ؐ
نماز، اور وہاں کی نماز کیا کہئے
نکل کھڑا ہوا گھر سے جو شمسی بے سر و پا
کشش یہ کس کی تھی بندہ نواز کیا کہئے

غزل

ہم سفر دوریٔ منزل کبھی ایسی تو نہ تھی
راہ پُر خار تھی مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

نہ حرم تک ہے رسائی نہ در صومعہ تک
سعیٔ اوارۂ منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

نہ طلب ہے نہ تمنا نہ تپش ہے نہ سکوں
بیدلی سی روشِ دل کبھی ایسی تو نہ تھی

عافیت کا کوئی سامان نہ پرساں کوئی
بے پناہی سر منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

باغباں آپ ہی صیاد بنا ہے شاید
تلخ آوازِ عنادل کبھی ایسی تو نہ تھی

اب گذر ہی نہیں ہے اہلِ وفا کا اس میں
تنگ اس شوخ کی محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

اپنے دریا میں نہ سیلاب نہ گرداب نہ لہر
موج شرمندۂ ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی

آج خم ٹھونک کے شر، خیر سے ہے برسرِ جنگ
شیطنت در مقابل کبھی ایسی تو نہ تھی

شاید آباد ہوا اہلِ وفا سے زنداں
دلکش آوازِ سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

شمسؔ جو تجھ پہ گذر جاتی ہے سہہ لیتا ہے
تیری فطرت متحمل کبھی ایسی تو نہ تھی ۱ه

منیر شریف

درِ کرامت و اعجاز ہے منیر شریف
حریم جلوۂ گہ راز ہے منیر شریف

دیارِ شرق میں وہ اولیں صدائے اذاں
ہنوز گوش بر آواز ہے منیر شریف

موحّدوں کی وہ مشرق میں پہلی جولانگہ
نشانِ راہ تگ و تاز ہے منیر شریف

زمین گنج شہیداں ہے آج تک گلپوش
یہ کس کے خون سے گلباز ہے منیر شریف

جنابِ مومنؔ عارف کے نور ایماں سے
نگاہ شوق میں ممتاز ہے منیر شریف

شیوع دین بدستِ امام تاج فقیہ رح
اسی کا نقطۂ آغاز ہے منیر شریف

۱ه رسالہ ساغر سہ ماہی پٹنہ اکتوبر ۱۹۶۴ء

اسی میں دفن ہیں مخدوم احمد یحییٰ
اسی سے مایۂ صد ناز ہے منیر شریف

اسی کی خاک سے اٹھے تھے شیخ شرف الدین
اسی شرف سے سرافراز ہے منیر شریف

یہیں تھا مدرسۂ دین شیخ رکن الدینؒ
انہی کے سوز سے دمساز ہے منیر شریف

یہیں ہے درگہہ مخدوم شاہ دولتؒ بھی
انہی کے فیض کا غماز ہے منیر شریف

جناب صوفی و شمس حزیں کے نغموں سے
حریف دہلی و شیراز ہے منیر شریف [۵۱]

دھوم ہے انکی، مروت کی وفا کی ہر طرف
ہیں مگر بیگانۂ رسم وفا میرے لئے [۵۲]

غزل

یہ دور ہے بے انصافی کا انصاف کا چرچا کون کرے
مقصود بہت اعلیٰ ہی سہی مقصود کی پروا کون کرے

مٹ مٹ کر نقش ابھرتے ہیں کٹ کٹ کر تودے بکھرے ہیں
فطرت کا اشارہ کافی ہے انساں کو اشارہ کون کرے

اخلاص نہیں ایمان نہیں، اخلاق نہیں اعمال نہیں
معلوم ہے اپنی ناراضی تقدیر کا شکوہ کون کرے

منجدھار میں کشتی بہنے دو خطرہ ہے تو خطرہ رہنے دو
ساحل پہ ہے جب طوفان بپا دریا سے کنارہ کون کرے

رہبر کی تمنا لاحاصل سامان سفر کی فکر عبث
ہیں پاؤں ہی چلنے سے عاری پیمائش صحرا کون کرے

اے شمسؔ چمن میں یاروں نے لالے کو دیکھا جام بکف
اس جام میں کس کا خوں ہے بھرا اس راز کو افشا کون کرے [۵۳]

الحاج سید شاہ عنایت اللہ فردوسی منیری سجادہ نشیں خانقاہ منیر شریف کی

---

۵۱ ہمدم ہفتہ وار عرس نمبر ۴ ار نومبر ۱۹۶۶ء

۵۲ اخبار مومن دنیا، ۲ر۹ر جولائی ۱۹۷۴ء

۵۳ مخدومیہ اردو لائبریری منیر شریف کے مشاعرہ ۵ر نومبر ۱۹۵۲ء زیر صدارت شمس منیری میں طرحی غزل آپ نے پڑھی۔

حج بیت اللہ شریف ۱۹۶۱ء سے واپسی کے موقعہ پر شمس منیری ملاقات کو آئے تو انہوں نے یہ رباعی کہی ؂

حاصل شرف حج وزیارت ہو جائے الله ایسی سب کی قسمت ہو جائے
للہ ادھر چشم عنایت ہو جائے

اس مبارک سفر کی واپسی پر راقم کو بھی شمس منیری نے ذیل کے اشعار لکھ کر دیئے ۔

کعبے میں سوال جب لگائے ہونگے احباب ضرور یاد آئے ہوں گے
مٹھی میں یہ کیا ہے لائیے ہاتھ ادھر منہ مانگی مراد آپ پائے ہوں گے

"الہلال اور اردو صحافت" کے عنوان سے ایک مضمون آپ کا "بہار کی خبریں" ۱۶ مارچ ۱۹۷۰ء میں چھپا ہے ۔ "منیر شریف" کے عنوان سے بھی ایک مضمون "بہار کی خبریں" میں چھپا ہے ۔